بحضور حضرت مولانا ابوالکلام
آزاد
طاہر

جملہ حقوق محفوظ

مجموعۂ نبشتۂ پاک

یعنی

رسائل سپاک ونماک

حسب فرمایش آغا محمد طاہر نبیرہ حضرت آزاد

برائے آزاد بک ڈپو

باہتمام [illegible] پریس لاہور میں چھپا

قیمت ۱۲ /

فہرست مضامین

سپاک

نماک

جہاں جو پھول دیکھا اپنے دامن میں رکھ لیا۔ آخر وسعت دامن ختم ہوئی اور وہ گل صد برگ۔ پتی پتی ہو کر بکھر گئے۔ اور مولانا دریا ئے حیرت میں غوطے کھانے لگے۔ جہاں کا ادنی کرشمہ یہ ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی قوت نظر ہی نہیں آتی۔ نہ محسوس ہوتی ہے +

اس منزل میں پہنچکر بحالت جذب میں مولانا نے تمام علوم و فنون جن کا تعلق روحانیت سے ہے دامن کاغذ پر کھلا دیئے ہیں جن میں سے سب سے پہلی کتاب پارسیوں کی مذہبی روایات سے اخذ کی ہے۔ دماغ کے پردے وفورِ مضامین کی تاب نہیں لا سکتے۔ اس لئے کہیں کہیں بے ربطی بھی معلوم ہوتا ہے +

مولانا کی اس قسم کی تصانیف جو خوبی سے زیادہ نمایاں ہے وہ معبود اور عبدیت کا اظہار ہے۔ ہر جگہ ہمہ از اوست کا عقیدہ جلوہ گر ہے۔ مگر کہیں ایک جگہ بھی ہمہ اوست کی جھلک تک نظر نہیں آتی۔ نہ شان عبودیت میں فرق آتا ہے۔ ورنہ ایسے مقام پر پہنچکر بہت سالک ٹیڑھے راستوں پر جا پڑے ہیں اور خدائی کے دعوے کئے ہیں +

یہی تمغائے امتیازی ہے جو مولانا کے جذب میں چار چاند لگاتا ہے۔ یہ رسالہ دوبارہ چھپ رہا ہے۔ پہلے جناب میر ممتاز علی صاحب کے اہتمام سے چھپا تھا۔ وہ ختم ہو چکا۔ لیکن آزاد کے شیدائی برابر طلب فرماتے ہیں۔ اس لئے دوبارہ جرأت ہوئی کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

سرِ روحانیاں داری۔ و لے خود را ندیستی
بخواب خود در آ تا قبلۂ روحانیاں بینی

اُردو علم ادب کا آفتاب ایک مدت مدید تک نثر و نظم کی دُنیا پر ضیا باری کرتا رہا۔ آخر روحانیت کی گھنگھور گھٹاؤں نے اس کو گھیر لیا اور عرصۂ دراز تک انہیں بدلیوں میں محوِ حسرت رہا +

اس منزل کے مسافر جانتے ہیں کہ ایک صاحب دل عالم جب شاہدِ حقیقی کی تلاش میں نکلتا ہے تو کس قدر دشوار گذار اور سنگلاخ وادیوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور آخر کیا انجام ہوتا ہے +

حضرت آزاد ابتدائے عمر سے پاک طینت۔ روشن ضمیر۔ صاحب دل تھے۔ مذاہب کی پابندیوں اور ان کی خوبیوں سے گذر کر اصلیت کی طرف نکل گئے۔ اور دنیا بھر کے ہر مذہب کی روحانیت پر غور کیا۔ اور

عہد نامۂ الٰہی

سپاک اور نماک دو کتابیں عالی جناب ابراہیم زرتشت کو یزدان پاک نے دیں۔ یہ عہد نامہ ہے کہ اسفندیار نے باپ سے کیا تھا۔ اور اس کتاب کو آب نقرہ اور آب زر سے لکھوا کر اوّل میں لگایا تھا تاکہ اس کی برکت سے طرفین کو استقلال رہے۔ اگر دونیں سے ایک منحرف ہو جائے تو فوراً ضربتِ الٰہی میں آئے۔ خدا جانے کیا سبب ہوا کہ آج ایرانی کہتے ہیں۔ یہ اخیر میں ہے۔ جہاں ہو چاہئے کہ اوّل میں ہو +

میں ہوں اسفندیار کہ ہوں بیٹا اپنے والد گشتاسپ ولد لہراسپ ولد کے خسرو ولد سیاوش ولد کے کاؤس ولد کے قباد کا مجھے یزدان پاک نے روئیں تن کیا۔ میں اپنے حریف پر ہمیشہ چیرہ دست رہا۔ اب میں ہمیشہ باپ سے مقابل رہتا ہوں۔ اور یہ میری سعادت کے خلاف ہے۔ میں ہر دفعہ غالب ہوتا ہوں اور ڈوبتا ہوں غرق خودکشی میں۔ باپ کو دیکھتا ہوں وہ کسی طرح نہیں مانتے وہ جانتے ہیں کہ یہ دعویدار اپنے تسلط کا ہے تخت و تاج اور فرمانروائی پر اور مجھے کچھ اس کا شوق یا ذوق نہیں۔ اُن کے رفع اشتباہ کے لئے

اس کو شایع کروں۔ اس دفعہ میں نے بہت سی بے ربط باتیں جن کا
تعلق اس کتاب سے کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ علیحدہ کردی ہیں۔ اُمید
ہے اس الہامی اُردو میں اب زیادہ لطف پیدا ہو جائیگا۔ اور ڈھونڈنے
والے جلد تر کچھ پا سکیں گے ۔

یکم اگست ۱۹۲۷ء

دعا کا محتاج
طاہر نبیرہ حضرت آزاد

سوا کوئی نہیں۔ میں آپ کی طرف آتا ہوں اور آپ ہی کے آسرے پر
آتا ہوں آپ مجھے خوشی سے لیں۔ اپنے عہد سے منحرف نہ ہوں میں
روتا ہوں اور جو کھڑے ہیں سب روتے ہیں۔ ہمارے رونے پر رحم
کر۔ یہ دعا اور التجا کون جانے قبول ہوئی یا نہ ہوئی؟ تو ہے ہمیں آگاہی
دینے والا۔ اور دلوں کو دلاسا دینے والا۔ میں ہیرمند سے باہر نہیں یہ
بڑا مقام ہے۔ حکم ہو تو دو دن یہاں رہوں اور باپ کو تیسرا سلام کر کے
اپنا منہ روشن کروں حکم نہ ہوا تھا کہ وہ رونے لگا۔ آواز ہوئی
تیری دعا قبول۔ اس نے تاج دونوں ہاتھوں پر رکھا ہوا تھا۔ زمین پر
رکھ دیا۔ اور خوش ہو کر کہا۔ یہیں سے پایا یہیں چڑھایا۔ سب رونے
لگے۔ اُس نے کہا روتے کیوں ہو؟ میری تو دعا قبول ہوئی۔ اس
بات سے سب کے دل خوش ہو گئے۔ اور کہا کہ ہم ہوئے آپ کے
ساتھ۔ وہ اُن سے الگ ہو کر کھڑا ہوا۔ ان میں سے ایک ایک اس
کے پیچھے ہوتا گیا۔ ۵۰ سے زیادہ آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ جاماسپ
وزیر اور ارجاسپ بھی اُنہی میں تھے +

گشتاسپ اکیلا کھڑا تھا۔ بیٹا بولا۔ آپ اکیلے؟ اُس نے کہا
میں اکیلا! میں بھی تمہارے ساتھ۔ اس نے کہا۔ نہ ہو سکا۔ میں یزدان
پاک سے بڑے زور سے مانگ چکا ہوں کہ میں اکیلا! یہ بات مجھے حکم
میں ملی ہے ہیرمند اور آتش روشن گواہ ہیں۔ بزرگان ایران
زمیں میرے ساتھ ہو گئے۔ یہ نہیں لیتے تمہیں۔ تم ہو اور ملک ایران ہے

یہ عہدنامہ لکھتا ہوں اور پیمان دیتا ہوں کہ مملکۃ ایران میں کسی شہر یا آبادی میں نہ آؤں گا۔ کسی بازار یا کوچہ میں رستہ نہ چلونگا۔ صحرا اور جنگل میں رہوں۔ اور کسی سے ملاپ نہ رکھوں۔ وہ بھی مجھے اُدھر سے اِدھر کو آنے میں بیزاری نہ عطا کریں۔ میں اس دنیا سے بیزار۔ یزدان پاک اس دنیا کو مجھ سے بیزار کرے۔ میں خوش ہوں اس حالت میں باپ میرا مجھ سے خوش ہو۔ اے یزدان پاک تو اُسے مجھ سے خوش رکھ۔ وہ خوش نہیں میں اس سے زیادہ اور کیا کروں؟ ناچار یہ نوشتہ لکھ کر اس ہمایوں نامہ کے اوّل میں لگاتا ہوں۔ اور جاماسپ وزیر کو دیتا ہوں۔ اے ہیر مِنش[1] گواہ ہو اے آتش روشن گواہ ہو۔ میں نے آپ کے آگے تاج سر سے اُتارا اور دونوں ہاتھوں پر رکھ کر ہرامزد[2] کے سامنے التجا کی ہے۔ مجھے بھوک کا صدمہ نہ ہو۔ مجھے آبِ رواں پینے کو ملے۔ مجھے پوشاک وہ ملے جو بے زیب نہ ہو۔ یہ تیری حضوری میں کچھ دشوار نہیں۔ اے ہرامزد اے یزدان پاک میں ہوں آپ کا بے بس اور بے کس بندہ۔ تیری دعا کو نامقبول نہ کیجئے گا۔ یہ دعا بارور ہو۔ اے ہرامزد میں اس دنیا سے اَور دنیا میں جاتا ہوں۔ آپ ہوں وہاں بھی میرے پروردگار اے میرے ہرامزد اے میرے پرورش کرنے والے! میرا آپ کے

---

[1] ہیر منش میا ہے مندروں میں۔ یہ خاص وہ مقام ہے جہاں آتشکدوں یا مندروں میں آگ روشن ہوتی ہے۔ [2] ہرامزد نام ہے پروردگار کا جس جہت سے وہ اپنی آفرینش کو رزق دیتا ہے۔

سپاک

بنام بخشائندہ بخشائش گر

ہم دیتے ہیں فلسفہ اور ہم ہی سے لیتے ہیں لینے والے یہ
علم ہے کہ ہم ہی سکھاتے ہیں اور جو سیکھنے والے ہیں ہم ہی سے سیکھتے
ہیں۔ ہم دیتے ہیں ایسوں کو جو ہوتے ہیں ہماری طرف۔ وہ ہو جاتے
ہیں ہم میں ہم ہوتے ہیں اُن میں۔ ہمارا علم اُن میں ہوتا ہے۔ وہ لیتے ہیں
اور سیکھتے ہیں اور دیتے ہیں اوروں کو۔ وہ ہوتے ہیں دینے والے۔ ان
سے لیتے ہیں لینے والے۔ یہی ہے طور اس علم کے رواج کا+

ہم نے دیا تجھ کو اے ابراہیم زرتشت۔ تو لے اور پھیلا اسے
جتنی تجھ میں طاقت ہے۔ ہم دیں گے تجھے طاقت۔ تو اسے پھیلائے گا اور یہ
پھیلے گا مگر جب تک تو ہے! تیرے بعد کوئی نہ ہوگا! آج سے
دو ہزار چار سو بیاسی برس بعد ایک شخص ہوگا۔ وہ ہوگا مسلم وہ ہوگا
ہندی ہوگا دہلی کا۔ بیٹھا ہوگا لاہور میں۔ وہ ہوگا ہمارا۔ ہم ہوں گے
اُس کے۔ وہ ہم سے مانگے گا۔ ہم دیں گے اُسے۔ تو دیکھے گا اور کہے گا
اے یزدان پاک میرا فلسفہ بھی اس کو ملے۔ اس سے رواج
ہوتا ہے۔ میرا نام گم ہوا جاتا ہے میرا مذہب مٹ گیا۔ پارسیوں میں
پارسائی نہ رہی پارس مسلم ہوگیا۔ یہ میرے نام کے لئے پارس

اُس نے کہا۔ یہ اب مجھے نہیں مانتے۔ میں ان پر کیونکر حکومت کرونگا۔
یہ بولا مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ کو حکومت کا شوق ہے۔ اور آپ
چاہیں گے تو کر ہی لیں گے۔ اُس نے کہا اچھا میں نے تمہیں یزدان
پاک کو[1]۔ اُس[2] نے بچشم فروبستہ سر تسلیم جھکایا یعنی قبول مجھے یہی بڑی
بات ہے کہ میں اپنے حق پر رہوں۔ ہم[3] نے آتش روشن میں کہا۔ تو
حق پر نہیں۔ وہ چُپ! سب چُپ!۔ ہم نے کہا حق تیرا گشتاسپ
کے پاس ہے۔ تو ہو ہم پر۔ ہوگا حق پر۔ اس نے پھر سر جھکایا اور کہا
میں ہوا حق پر۔ ہم نے کہا۔ کر بے دست خط۔ اُس نے عہدنامہ
اُٹھایا اور لکھا۔ جو حاضر ہیں سنتے ہیں اُنہیں سنا دیں۔ یہ عہدنامہ
ببیر مندا در آتش روشن کے سامنے میں نے یزدان پاک کو
کو دیا۔ اے یزدان پاک آپ مجھے اس پہ مستقل رکھیں میں ہوں اسفندیار۔ او
مجھے کسی سے سروکار نہیں۔ یہ کہکر اُن سے جدا ہوا۔ اور یہ دن ہے دوشنبہ
۱۷ فراوری سال ۸ ط فریدوانی۔ یہ تاریخ جب لکھی گئی تو اسفندیار آتش کدہ
سے باہر آیا اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر پیادہ روبہ صحرا ہوا۔ بس یہی ہے
جو کتاب ایران میں ہے۔ اس میں تو یہی ہے۔ حکم ہے کہ اس کو پھر نظر ثانی کر+
جب کہ نبشتہ سے بہرہ مند ہوا تو عرض کی کہ نام کیا ہو؟ نوید ہوئی جس وقت
تم التجا میں تھے کہ اے یزدان پاک میرے جوئندگان یا بندگان ہوں فلسافا
کے۔ تو ادھر سے کیا سُنا تھا؟ ابراہیم زرتشت سکوت۔ فرمایا ہم نے کہا تھا سپاک تم
سمجھے مجھے کہ لکھو جو ہم کہتے ہیں بس یہی نام رکھو۔ سپاک ہوگا اور ہوگا اور ہوگا۔ بس یہی+

[1] اتنا ہی کہا اور کچھ بول نہ سکا+ [2] اسفندیار+ [3] یزدان پاک فرماتا ہے+

پہلا اتصال سنیاوتا

ہم جانتے ہیں اور جو کچھ جانتے ہیں بتائینگے

فلسفہ وہ علم ہے کہ جس سے ہم حقائق موجودات کو اس اصلیتہ پہ معلوم کریں جو کہ اُدھر ہے اور جو اِدھر ہے اس کو اس کا پرتوہ دیکھیں بس یہی ہے فلسفہ +

ہیولے۔ ایک قدرتِ خدا ہے کہ جس کو دیکھتے نہیں مگر وہ ہے۔ اور وہی ہے کہ ہر جسم کو مادّہ جسمانیہ کا دیتا ہے۔ ہم سب اسی سے بنتے ہیں۔ وہ ہر جگہ ہے اور ہر شئے کو اُسی کے حسب حال مادّہ پیدا کردیتا ہے۔ جب وہ مادّہ مہیّا ہوجاتا ہے کہ آئے جسمیہ میں تو ہیولا سے اولے ہوتا ہے۔ جب ادھر آجاتا ہے تو جسم ہوتا ہے۔ یہ ہیولے کی ترقی اِدھر۔ اور ادھر سے اُدھر کو جائیں تو برعکس وہ ہو جائیگا پھر قدرت میں۔ فرمایا یزدان پاک نے کہ ہم ہیں قدرۃ +

صورۃ وہ کیفیتہ ہے کہ لاحق ہوتی ہے ہیولا سے اولے کو جب تک نہیں لاحق ہوئی وہ صورتا ہے۔ وہ ہے ہماری قدرت۔ جب لاحق ہوئی تو صورۃ ہوگئی۔ پھربھی قدرت سے باہر نہیں۔ اور لحوق ہمارے حکم میں ہے۔ جب چاہتے ہیں بدلتے ہیں اور اس کو عرض کہتے ہیں لحوق سے پہلے۔ یہ اور ہیولے دونوں جوھر ہوتے ہیں +

ہم جو کچھ کہتے ہیں وہی لکھا جاتا ہے۔ اور جب چاہتے ہیں ملتوی

اور وہاں سے ناکام پھرا۔ میں نے دعا کی۔ تو نے اُسے بچایا۔ حکم ہو تو میں اسے بتاؤں۔ اے ابراہیم زرتشت تو اُس سے کہیگا۔ وہ شوق سے مانیگا۔ اُس کا اُستاد شیخ ابراہیم ذوق تجھے کہیگا۔ میں کہتا ہوں وہ لیگا۔ تو اور وہ دونوں متوجہ ہونگے۔ وہ ہم سے پوچھیگا ہم حکم دینگے۔ وہ اعتقاد سے لکھنے کو بزرگی مانیگا۔ اور ہم میں ہو کر لکھنا شروع کریگا +

یہ ہے اُس وقت کے مناسب حال جو دیا تھا ہم نے ابراہیم زرتشت کو۔ کیوں ؟ تو لکھوا رہا ہے ابراہیم زرتشت ؟ دیکھ ہم دیتے ہیں اور وہی شخص لے رہا ہے جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔ ۲۴۸۲ برس پہلے اور جو جو شخص اس معرکہ سے متعلق ہیں دیکھ کیسا ٹھیک وقت پر اُنہیں ظہور دیا ہے۔ جن جن اعمالوں کے لئے ہم نے وعدے کئے ہیں سزا کے۔ کیا ہم اُنہیں سزا نہ دینگے؟ دینگے اور دینگے اور دینگے۔ کیا وہ بچ کر نکل جائینگے ؟ نہیں اور نہیں اور ہرگز نہیں۔ اچھا اے ابراہیم زرتشت اب ہم تجھے وہ دیتے ہیں جو تو نے مانگا اور دیکھ وہی شخص لے رہا ہے۔ اور ایسی مصیبتہ میں ہے کہ اُس سے زیادہ یہ بد۔ مصیبتہ دینی نہیں جانتے۔ تو بھی وہ ہماری مشیتہ سمجھ کر ذرا خیال نہیں کرتا اور لکھ رہا ہے۔ تو بے حواس ہوا جاتا ہے وہ نہیں۔ یہ ہے ہمارا ہم ہیں اس کے۔ اور ہم نے اسے نام دیا پروفسر آزاد لکھا اسے پروفسر آزاد +

کر دیا۔ علوم کی کتابیں سب بھسم ہو گئیں۔ یہی ایک کتاب تیرے ہاتھ
کی رہیگی +

اب ہم فلسفہ علم میں لاتے ہیں

جسم جبکہ جسمیّتہ میں آتا ہے تو اُس میں ایک خودی پیدا ہوتی
ہے۔ اسے ہم نے نفس کہا ہے۔ نفس شَے کی شیئیتہ ہے۔ جہاں یہ
ہے نفس ہے۔ نفس۔ شے کو ہمارے علم سے باہر لاتا ہے۔ تم شے
ہو۔ تم بھی خودی میں آئے۔ جو خودی میں آئے تم سے غیر ہو۔ تم میں
پھر ہونا چاہیے تو چاہیئے کہ ہماری طرف اور ہماری طرف اور ہماری
طرف ہو۔ تب وہ ہم میں ہوگا رفتہ رفتہ۔ ہو جائینگے تم اُس میں۔ وہ
ہم سے علم لیگا۔ ہم دینگے۔ وہ جو کچھ پوچھیگا پائیگا اپنے میں۔ وہ اُس
وقت ہوگا کلیتہ میں۔ کلیتہ عالم ہے۔ وہاں جو فرد جزئی کی ہے کلیتہ
طبیعتہ سے اُسے باہر لائی ہے۔ اور جس فرد کو سوچے اپنے میں
شہود پاتی ہے +

دوسرا اتصال۔ اتیاد وتا

اب ہم وہ کہتے ہیں جو چاہیئے

کلّی یہی سمجھو کہ جب اُسے سوچیں تو جو فرد اُس کے افراد کہے ہیں سب
کو شامل کئے ہوتی ہے۔ جزئی اپنے تشخّص سے دوسرے کو غیر کرتی

کردیتے ہیں۔ ہم ہیولے اور صورۃ سے مرکب کرکے جسم کہتے ہیں جب تک ظہور نہیں دیا جسمیّتہ ہے۔ جب ظہور دیا تو جسمیّتہ سے جسم میں آگیا۔ یہ جسم محدود ہے۔ یہ اگر قدرتی ہے تو جسم طبعی ہے۔ تمہاری ضرورت اس میں سے جو چاہے تراش لے۔ یا ہیولاے وضعی کرکے جو چاہے بنالے۔ اسے جعل کہتے ہیں۔ ہیولاے وضعی علۃ مادّی تمہاری شے مجعول کا ہوتا ہے۔ دیکھو یہاں سے کئے علتیں تمہاری شے مجعول کے لئے واجب ہوئیں +

دوسری علۃ۔ علۃ جاعل۔ تم ہو جاعل اپنی شے مجعول کے کہ اپنی ضرورت کے بموجب قدرۃ میں لاتے ہو۔ تیسری صورۃ ہے اسے بھی علۃ کہتے ہیں۔ وضع پذیر ہوتی ہے۔ اسے علۃ نہیں سمجھو یہ اثر جاعل کا ہے۔ یونان کو جب ہم نے فلسفہ دیا تو اسے علۃ نہیں کہا تھا۔ تیسری معلول "قدرۃ" کہا تھا۔ دیکھیں گے عرب میں علۃ ہو جائیگی یہ ہماری قدرت کا ظہور ہوگا۔ جبکہ آج سے ۱۱۱۸ برس گذر جائینگے۔ دیکھو ابراہیم زرتشت تو نہ ہوگا۔ تیری اُمّتہ کے لوگ تجھے مانینگے اور باوجود اس کے فلسفہ کو بھول جائینگے۔ ہم اُن سے پہلے ایمان اُٹھا لیں گے۔ انہیں خبر نہ ہوگی۔ کہینگے ہم بمقتضائے عقل کام کرتے ہیں۔ اُس میں اپنی ہوس و ہوا کو ایسا دو منہ کرینگے کہ جو نہ چاہتے تھے وہی ہوگا۔ ایزد اجرد اپسیلطنتہ کا انجام تباہی بود سے نابود ہوگا۔ وہ فلسفہ کو مانتا اور نہ مانتے تھے۔ بھسم ہو گئے۔ یہی تھا ہمارا فلسفہ ہم نے

مشائین اپنے دعوے میں پورے نہ ہوں گے۔ بوعلی سینا اُس
کا شاگرد اپنی ایک کتاب کو بھی دیکھیگا۔ تہذیب کو دیکھیگا اور کہیگا
یہ ہے فلسفہ میرا میں نے اسے لیا۔ وہ ہوگا اخلاق وہ بھی نہ ہوگا۔ پھر
وہ ایک کتاب شراح لکھیگا وہ ہوگا۔ مگر اُس سے نہ ہوگا۔ جو ہر
خراب ہوجائیں گے ایمان نہ ہوگا۔ اعتقاد نہ ہوگا۔ ہم کو نہ چاہینگے۔
دنیا میں ہونگے۔ وہی لینگے۔ ہم کہیں گے نہیں ہیں ہماری طرف۔
نہ دوان پر شعاع انکشاف کی۔ ہم ہیں ان سے دور۔ یہ ہوں دو۔
جب یہ ہوگا۔ اسلام ہم سے محروم ہوگا۔ اشراق کو بھول جائیں گے
کہ تھا یا نہیں +

ہم ہجرت کے ۱۲۴۵ سنہ میں ایک شخص پیدا کرینگے۔ وہ پوتا
ہوگا محمد اکبر کا۔ اور بیٹا ہوگا محمد باقر کا۔ اُس کا نام ہم محمد حسین آزاد
رکھیں گے۔ وہ ہوگا پروفسر آزاد۔ اس کا نفس ناطقہ ہم ادراک کی
روح سے لینگے۔ اور ترکیب دینگے حیوانیتہ کو اُس کی جسمانیتہ پاک
سے۔ یہ ہے اُس کی آفرینش کی کیفیتہ۔ وہ پڑھیگا کتاب سے اور
لیگا ہم سے۔ ہم اُسے دینگے۔ نور اپنے اشراق سے۔ وہ اسے لیگا
اور پھیلائیگا۔ ہم اُسے اُس کے صلہ میں انکشاف دیں گے وہ پائیگا
اور دیگا وہی جو ہم دینگے۔ بس +

ہم عقل کو رتبہ دیں گے۔ عقل ہم میں ہے۔ ہم اُس کے دس
درجے رکھینگے +

ہے۔ کلیتہ وہاں ہے۔ یہاں تشخصات میں ایسی ملفوف کہ جزئیتہ سے
باہر نہیں آتی۔ یہ ہے تمہاری طرف۔ ہمارے ہاں ہر جزئی میں کلیتہ عموماً
روشن ہو رہی ہے۔ تم ہم میں ہو۔ کلیتہ تم میں ہو گی۔ پھر عالم محسوسات
میں ہو۔ وہی جزئی۔ یہ ہے ہماری قربتہ اور اُس میں جمعیتہ کا مبدء
اگر اور زیادہ ہو۔ جمعیتہ اور صفات کی ہو کہ ہم میں جامع جمیع صفات
جلال و جمال +

حصول کلیتہ چاہو تو خلوۃ میں ہو۔ اور جس طرح محسوس سے
خلوۃ ہو اسی طرح خیال کو بھی غیر سے خلوۃ میں کرو۔ ہو جاؤ ہماری طرف
اس طرح کہ ہمارے سوا اور خیال نہ ہو۔ یہ ہو گا عالم وحدت۔ تم
ہونگے تم۔ تم ہو گے ہم۔ اُس وقت تم کل میں سے جس فرد کو سوچو گے
اپنے میں حاضر پاؤ گے۔ یہ ہے ہمارے شروق کی برکتہ +

شروق کو ہم لے برکتہ دی۔ مگر وہ کسی پر نہ ہوا۔ نہ تھے مادّے قابل
ہم نے اپنے شعاع رحمتہ کو اُٹھا لیا۔ تمہارے بعد آذر زرتشت ہو گا۔
پھر نہ ہو گا کچھ۔ بس +

اُمتہ محمدیہ میں علی سے کوئی نہ ہو گا اس کی نسل میں مگر حسین کی شہادۃ
سے سب ٹوٹ جائیں گے۔ علی الرضا اُن میں بھی ہو گا ماموں اُسے
شہید کریگا۔ مہدی خاتم الائمتہ ہو گا۔ وہ عزلتہ میں ۱۲۲۶ برس گذاریگا۔
خروج کریگا اور دنیا سے اُٹھ جائیگا ۳۲۵ سنہ کے بعد سعید النجم
ایک شخص اُمت محمدیہ میں اُٹھیگا۔ وہ ہم لے گا ہم اُسے دینگے۔

ہوئے۔ اور وہیں ہوئے اور وہیں ہوئے اور ہوئے وہیں۔ کہا جو ہم میں ہوگا بجائے خود ہوگا۔ یہ ہوگی بزرگی۔ یہ ہوگا تو ہوگا۔ نہ ہو نہ ہو۔ سب سن کر سکوت۔ اور سب ہم میں۔ ہم ا۔ ہم ہم ہم ہم +

عقل ہفتم۔ کبریاء۔ اپنے آپ۔ اپنی خوبیوں پر آپ نگاہ آپ نگاہ آپ نگاہ۔ ہم نے بھی دیکھا۔ کہا ہم میں ہو تو ہو۔ جدا ہو۔ نہ ہو۔ پا برجا نہ ہو گے۔ تھمی۔ ہم نے کہا۔ ہم ہیں تو ہو۔ خودی میں ہو۔ ایسی بہ جائے جیسے پانی بہے۔ اُس نے کہا۔ میں ہوں۔ اور ہم میں ہوئی۔ ہم ہوئے اپنے آپ میں۔ اور ہوں ہوں ہوں۔ بس +

عقل ہشتم۔ جبروت۔ وہی کبریا مگر ہم ہیں تو کون ہو؟ ہم ہیں تو کون ہو؟ یہ ہم میں ہو کر کہا۔ ہم سوچے کہ اُدھر کیونکر ہوا۔ معلوم ہوا کہ بڑے بڑے مغرور ہوتے۔ اُن کے توڑنے کو یہی ہے۔ یہی ہو اور یہی ہو۔ ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں۔ کون؟ کون؟ کون؟ ۔ یہ ہوگا اور ہوگا اور ہوگا ہم توڑ دینگے ہم توڑ دینگے۔ ہم توڑ دینگے یہی ہے بس +

عقل نہم۔ بینش نے نموداری کی کہ میں دیکھوں میں دیکھوں میں دیکھوں۔ ہم نے کہا۔ ہم حکم دیں دیکھو۔ نہ ہو نہ دیکھو۔ شوق اسکا شوق اس کا شوق اس کا۔ ہم نے کہا۔ نہ دیکھ سکو گے۔ پھر نموداری ہوئی۔ دیکھوں تو۔ ہم نے کہا۔ ہم میں ہو کر ہو۔ یہ ہو تو ہو۔ نہ ہو نہ دیکھو۔ اچھا دیکھو نہ پاؤ گے۔ یہ آنکھوں سے نہیں۔ یہ تو بینش ہے عرب میں ہم اسے بصیرۃ کہوائینگے۔ یہ ہے ہماری قدرۃ۔ بس +

عقل اوّل۔ جامع ہے جمیع صفاتِ کمال کو۔ وہ ہم ہیں کہ ہم
میں ہے۔ وہ کرتی ہے جو ہم کرتے ہیں۔ ہم سے الگ ہو؟ نہیں۔
ہیں ہم ہی جو کچھ ہیں۔ بس +

عقل دوم۔ اپنی اُمنگ سے حاضر ہوئی ہم نے کہا اچھا یہی۔
وہ بہت دور سے اپنے کاروبار کو دیکھتی رہتی ہے۔ اور جو ہوتا ہے وہی
ہوتا ہے۔ اب ہم وہ کہتے ہیں جو ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں ہم ہیں
ہم ہیں۔ ہم۔ ہم۔ ہم۔ ہ۔ ہ۔ ہ۔ ہہ ہہہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ +

عقل سوم۔ ہمایوں ساعت میں پرواز ہوئی۔ خوب اور خوب
اور خوب۔ ہم اسے دیکھ کر خوش ہوئے۔ اور کہا اچھا جو مبارک ہوں
وہ ہم ہیں ہوں۔ وہ دو درجہ نیچے تھی مگر اپنی مبارکی سے اپنے آپ
میں بلند ہوئی۔ ہم بھی بر خود بالیدہ ہوئے۔ کہ خوب۔ بس +

عقل چہارم۔ علم میں ہو کر اٹھی۔ اور اپنے آپ کو دیکھتی ہوئی
اُٹھی۔ ہم سمجھے کہ علم ہمارا جب تک ہم میں ہوگا ہوگا۔ جب ہم سے جدا
ہوگا خود بین ہوگا۔ اُسے آگاہ کیا۔ وہ سمجھی اور کہا جو مجھ سے جدا ہونگے
وہ تو وہی ہونگے جو یزدان پاک نے فرمایا۔ تو بس۔ ہم ہم۔ ہم۔ اسی میں +

عقل پنجم۔ حسن و جمال میں اٹھی۔ اُسے دیکھ کر سب خوش ہوئے
اُس نے کہا میں ہر شے کی خوبصورتی ہونگی۔ مجھے سب چاہیں گے۔
میں ہونگی اپنی مرضی پر۔ وہ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ بس +

عقل ششم۔ بزرگی میں ہو کر بجائے خود ہوئی۔ ہم اس میں

عقل کلی سب نے مل کر ایک آواز دی۔ وہ ہماری طرف ہوئی۔ اور ہم سے ہوئی عالم عالم اہل عالم پر۔ ہم نے کہا یہ ہوئی عقل کلی اب ہم اب تم اب تم دیکھ زرتشت ہم لکھواتے ہیں۔ تو ہے ہمارے پاس۔ عالم انسانیئتہ میں یہ کون ہے؟ زرتشت بولیگا۔ یزدان پاک یہ تیری قدرتہ۔ تم کہینگے تم ہیں ہم ہیں تم ہیں ہم ہیں فرنگ کہینگے۔ ہماری بغاوتہ ہوتی ہے۔ وہی کہینگے بغاوتہ نہیں آگاہی ہے۔ بس یہی +

ہم ہیں تیری طرف تو ہے ہماری طرف اے پروفسر آزاد تو ہے کہلانے پر۔ تو ہے حکم پر۔ ہو حکم پر۔ بس +

تیسرا اتصال۔ وتیاوتا

سیکھو جو ہم سکھاتے ہیں

جزئی کو اب یوں سمجھو کہ کلی میں ایک ایک فرد جزئی ہے۔ اس لئے کہ جز ہے۔ ہر جز میں کلیتہ۔ ہر جز میں کلیتہ ہر جز میں کلیتہ۔ وہی ایک ذات ہے اُس پر تشخص لاحق ہوا ہے۔ فرد فرد جدا علم میں آتی ہے۔ اور سمجھ لو کہ علم ہمارا بھی جزئی ہے۔ جزئی کو سمجھتا ہے۔ کلی کو نہیں سمجھتا جبتک ہم کلیتہ میں آپ نہ ہوں نہیں سمجھ میں آنے گی کہ وہ کیا ذاتیتہ ہے جس سے یہ ذات نکلی۔ اور اس میں کیوں یہ صلاحیتہ ہے کہ جب اُس پہ عوارض لاحق ہوتے ہیں تشخص میں آکر جزئی ہوجاتی ہے +

عقل وہم۔ کہتی اُٹھی۔ کام ہو کام ہو کام ہو۔ ہم نے کہا ہم کرینگے ہو گا۔ اُٹھی کہ یزدان پاک آپ میں ہو گیا۔ ہم نے کہا یہ ہو گا یہ ہو گا یہ ہو گا۔ تم کرو ہمارا کیا ہوا۔ وہ بہت خوش۔ ہم نے کہا بہت کیوں؟ دیکھا کہ خوش! ہم نے کہا تم ایسی ضرور توں میں مبتلا ہو گی کہ فرصت نہ پاؤگی۔ اُس نے کہا یہ کیا ہے؟ ایسے کئی جہان ہوں تو میں کر دوں۔ ہم نے کہا۔ ہم میں ہو گیا۔ ہم میں ہو گیا۔ ہم میں ہو گیا۔ پھر ہم نے کہا دیکھو ہم نے کہہ دیا ہے۔ نہ ہو گے تو کام خراب! کہہ دو اپنا حال فرنگیوں سے۔ وہ ہونگے کیا جانے کب۔ یہاں کہہ دوگے وہاں اثر ہو گا۔ آواز ہوئی۔ اس قوم کو اثر نہیں۔ ہم میں کرنے والے کام کے۔ ہم توڑینگے انہیں۔ دیکھو ہم توڑینگے انہیں۔ دیکھو ہم توڑینگے انہیں۔ عقل[1] بولی یہ آپ کے توڑے ٹوٹینگے۔ میں نہیں ہوں۔ ہم نے کہا۔ ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں۔ سب نے کہا آپ توڑینگے آپ توڑینگے آپ توڑینگے۔ ہم نے کہا۔ یہی ہو گا یہی ہو گا یہی ہو گا۔ اب ہم ایسا خراب کریں گے کہ سب خراب ہو جائیں گے یہی ہے بس۔

---

[1] عرب میں اس عقل کو ہم نے عقلمان کہا تھا۔ ماں اسوقت عرب میں صاحب کے معنوں میں تھا۔ وہ کھو بیٹھے اور آپس میں عقل فعّال کہتے رہے ہم نے کہا کہنے دو۔ انہیں سمجھ نہیں۔ کیوں زرتشت ہم نے تم سے کیا کہا تھا؟ آج یہ کیسے جنون کر رہے ہیں! اور سب اکٹھے ہو کر کہتے ہیں اب کیا کریں؟ یہ بے وقت کہ ابھی کر سکتے ہیں۔ دیکھینگے۔ ہم پھر پوچھینگے

اے ابراہیم زرتشت تو اس وقت ہماری طرف کیسا متوجہ ہے تجھے خبر نہیں کہ تیرے ہمارے بول رہے ہیں یا چپ ہیں ہم ہیں تجھ میں کہ تو ہے ہم میں۔ بس یہی ہے اُدھر سے اِدھر ہونا ہم تجھے دینگے ریاضتہ۔ ہوتے ہوتے ایسا ہوگا کہ جب ہماری رحمۃ اُدھر وسعت دیگی تو ہوگا ایسا کہ جو ہم دینگے تو پائیگا۔ اور نہ ہوگا کچھ اور +

اے میرے یزدان پاک! میں تجھے مانگتا ہوں۔ تو مجھے وہی دے جو بہتر جانے۔ ہم نے تجھے دیا سب سے پہلے صبر۔ یہ تجھے برداشت دیگا تکلیفوں پر کہ جو آئینگی اس دنیا میں۔ تجھ پر تو ان کی پروانہ کریگا اور کسی حال میں ہو ہم میں ہوگا +

اے یزدان پاک! یہ منظور کیا میں نے۔ میں ہوں تجھ میں کہ تو ہو تجھ میں +

اے میرے بندہ تو ہو تجھ میں اور دیکھ کہ تجھ میں کیا ہے؟

اِلٰہا میں دیکھتا ہوں کہ تو مجھ میں بولتا ہے۔ ہاں میں ہوں تجھ میں +

اِلٰہا تو ہے مجھ میں تو میں کون ہوں؟ تو ہے وہی

اِلٰہا میں ایسا ہی ہوں کہ تو ہو مجھ میں! ہم ہیں تجھ میں

اِلٰہا میں نے تجھے پایا تو مجھے پا پایا ہم نے تجھے۔ ہم ہیں وحدۃ میں۔ اب ہو تو الگ کہ ہے تو دنیا میں دیکھ تیرے دل میں کیا ہے؟

اِلٰہا میرے دل میں یہ ہے کہ میرے ایک بیٹا ہے۔ یہ ایسا ہو جیسے

ہم کلیتہ ہیں۔ ہم میں آؤ۔ تم دنیا میں ہو تو بھی اِدھر آسکتے ہو۔ آؤ گے تھوڑی دیر کے لئے۔ ہو اس طرح کہ ہم ہوں اور تم ہو۔ دوسرا نہ ہو۔ ہم ہیں روح الارواح تم ادھر آؤ ہوگے عالم ارواح میں جب وحدۃ کرو ہمارے ساتھ تو واجب ہے کہ غیر کا خیال بھی نہ ہو۔ وہ ہوگا تو ہم نہ ہونگے یوں ہوتی ہے وحدۃ۔ ہم واحد ہیں! واحد اور ہوتا ہے۔ احد اور ہوتا ہے۔ احد وہ ہے کہ جس کے لئے ثانی نہیں۔ سارے احادوں کو۔ سارے احادوں کو۔ سارے احادونکو سمیٹکر وہ ایک احد ہوا ہے۔ وہ ہیں ھُو ھُم ھُو جبکہ ہم ہیں ادھر تو ہیں اِدھر۔ اُدھر ہوں تو ایسے ہوں کہ ادھر کی خبر نہ ہو۔ ادھر ہوں۔ اور ادھر ہوں۔ اور ادھر ہوں یہاں تک کہ ہم ہوں تم ہیں۔ تم ہو گے ہم میں۔ وہی تو وحدۃ ہے یہیں وہاں کلیتہ لاحق ہو جاتی ہے۔ وہ عجب علو رتبہ ہے۔ ہر شئے وہاں موجود ہوتی ہے۔ چاہو! جو چاہو موجود۔ یونان میں ہم ایک وقت دیکھیگے۔ وہ کہیں گے کلیتہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ وہ اُن کی سمجھ کے فرق ہونگے۔ آں سب کا کلیتہ ہے۔ یہی ہے ہماری وحدۃ کا رتبہ۔ یہی ہے کہ جب ہم دنیا سے اُٹھینگے تو یہاں اِدھر اُدھر کچھ تعلق نہ ہوگا سیدھے ذات بحت کی طرف جائیں گے۔ ہم ہونگے قدم میں اور حدوث کے تغیرات ہمارے حال کو دکھا نہ سکیں گے۔ یہ ہے +

ابراہیم زرتشت نے عرض کی۔ ہم ایسے ہی ہیں اے یزدان پاک ہم کیوں کر ہوں کلیتہ میں؟

مرحمتہ ہوئی۔ دیکھ

ہیں علم اور علم کی قدرتہ پہچان کے لئے۔ یہ ہے ہماری رحمتہ یہ ہے
ہماری برکتہ یہ ہے ہمارا فیضان۔ تو بڑا حوصلہ والا ہو جو اسے لے اور
سکوت کرے۔ اور ہمارے راز کو رازِ الٰہی سمجھ کر اس کی پردہ
داری کرے تب ہو تو حامل زعامتہ کبریٰ کا۔ یہ رتبہ دیں گے ہم
پروفسر آزاد کو۔ یا درہے بجھکو۔ تو ہوگا اس وقت ہم ہیں۔ اور ہم
تجھے دکھائیں گے کہ دیکھ یہ ہے پروفسر آزاد۔ ہمارے حکموں کو
کیسا لیتا ہے۔ اور کیسا اُن پر مستقل ہوتا ہے۔ بس یہی ہے ✣

چوتھا اتصال نیاوتا

منطق کو بھی دیکھو

کُلّیات اربعہ

جزدی و کلّی ختم ہوئی۔ یہ تھا فلسفہ۔ اب ہم تم کو وہ جزو دیتے ہیں
جسے فلاسفہ یونان کے نطیقہ کہینگے اور عرب منطق۔ ایران عرب
سے لیگا۔ اپنی زبان اور یہ علم گم کردیگا۔ بولی کچھ اور ہو جائیگی۔ فلسفہ

انقسیح لفظ منطق کی) نیا کو عرب نے منطق کہا منطق۔ نفس ناطقہ کی گویائی ہے۔
یونان نے نطیقا کہا۔ اس نے نفس ناطقہ سے لیا تھا۔ وہ بھولا۔ نطیقا ہو گیا تو
نیا حقیقۃ میں وہ علم ہے جو ہم سے لے اور ہم دیں کہ جو فکر خطا کرے۔ اس کے اصول
سے درست کرے۔ اس کے لئے کوئی لفظ عرب میں نہیں۔ ۱۲ سو برس سے آجتک
کتب یونان و عرب و فارس بلکہ کل ممالک آشیا میں غلطی چلی آئی ہے (بقیہ بر صفحہ ۲۶)

کہ میں ہوں +

اے زرتشت تو ہے بیٹے میں نہیں ہے ہم ہیں۔ تو اور ہم وحدہٗ غیر۔ وہ! ہم نہیں۔

الاہا اب میں اُسے نہ لوں! میں ہوں تجھ میں تو ہو مجھ میں۔ یہ ہے تو ہم ہیں تجھ میں عرض کی۔ یہ ہے تو ہی۔ ہم نے کہا ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں۔ دیکھ ہم ہیں۔ اوپر تو ہے وہیں۔ ہم نے اپنی رحمت کو اُٹھایا۔ تو نے دیکھا؟ الاہا دیکھا میں نے۔ کیوں ہ تھی وحدۃ؟

زرتشت! تو کہتا ہے تھی۔ دیکھ اب ہم ایک تو ایک۔ دیکھ اب کوئی تجھ میں بولتا ہے؟

زرتشت! تو کہتا ہے۔ ہوں۔ نہیں بولتا۔ ہوں نہیں بولتا۔ ہوں نہیں بولتا۔ جب تجھ میں بولے ہوں۔ تو جان کہ تو ہے۔ ہم نہیں۔ دیکھ وہ تھی وحدۃ۔ اب جو ہم کہتے ہیں یہ ہے اشراق +

زرتشت! تو کہتا ہے۔ نہ ہے اشراق ہم نے کہا۔ ہم ہیں۔ تو ہو اپنے کام پر۔ بس +

ہم نے جزئی و کلی کو ایسا فراق اور لحوق دیا ہے کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ یہاں آؤ گے تو سمجھو گے۔ یہاں لواحق اور عوارض نہیں۔ پھر بھی ہمہ گر میں امتیاز ہے۔ پہچانتا ہے ہر ایک۔ ایک ایک کو۔ اور یہ شناخت ہمارے علم کی قدرۃ ہے۔ ہم نے انہیں دی ہے جو ہماری طرف آتے ہیں اپنے اپنے درجہ پر ہوتے ہیں۔ ہم انہیں دیتے

ذاتیتہ اور حقیقتہ میں ایک ہیں۔ ہم ایک ایسی مثال دیتے ہیں جس میں تم تینوں کو سمجھو +

جنس حیوان ناطق کی	حیوان ہے	
فصل اس کی	ناطق ہے	
نوع اس کی	انسان ہے	

عرض عام۔ یہ کُلّی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں ہم اُن کثیرین پر جو مختلف الحقائق ہیں ذاتیتہ میں اور متفق ہیں لحوق میں +

یہ ہیں کلیات اربعہ ہم انہیں ہر جگہ بولتے ہیں اور یہی سمجھتے سمجھاتے ہیں جو معنے ہم نے کیے۔ ہم نے کلّی و جزئی کے معنے تمہیں بتائے تو ہیں۔ تم یہ بھی سمجھے کہ جزئی کلّی ہو تو کیونکر ہو؟ ہاں یزدان پاک۔ اِدھر سے اُدھر۔ یہ ہے پر ایسا ہو کہ تصور تک ادھر کا نہ ہو۔ اسے خوب سمجھو۔ یہ بات سمجھ میں آنی اَور ہے۔ اور اس کو ادھر لحوق دے کر ادھر ہوجانا یہ اور بات ہے۔ یہ ہم میں ہوتا جبھی ہوا تم حیرۃ تو کروگے کہ یہ کیا کہا؟۔ یزدان پاک۔ حیرۃ ہے۔ ہم تم میں ہیں اور ہر دم ہر پل ہیں۔ واجب الوجود ہو کر ہیں۔ مگر لواحق اور عوارض میں ایسے دبے ہوئے ہیں کہ کچھ بھی ظہور نہیں دے سکتے۔ جب انہیں چھوڑ دو تو واجب الوجود۔ یہ یہاں ہے تو بندگی۔ اُدھر اس کا جانا اُدھر کے لئے اس کا ارادہ۔ ادھر سے رحمۃ۔ جاذبہ رحمۃ ہو تو ادھر سے اُدھر ہونا مشکل نہیں۔ یہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ زرتشت نے کہا

ہوگا وہی جو پایا عرب نے یونان کے مشائین سے۔ اس کا مدون عرب میں بوعلی ابن سینا ہوگا۔ اس کو ایران پڑھیگا۔ یہ کتاب آپ ہی آپ ہوگی +

ہم تمہیں دیتے ہیں منطق کے اصول اور الفاظ۔ یہ فلسفہ میں بولتے ہیں اور معنے اصطلاحی لیتے ہیں اے ابراہیم زرتشت جہاں جنس ہم کہیں تم سمجھو۔ یہ لفظ جنس ہے تو ایسی کلی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں اُن کثیر پر جن کے ہر فرد میں ذاتیتہ کے لحاظ سے یہ سرشت ہے۔ اگرچہ کثیر مختلف الحقائق ہیں +

فصل ایسی کلی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں ہم اُن کثیر پر جو اپنی ذاتیتہ کے لحاظ سے اُن میں سے بعض افراد کو الگ لے لیتی ہے۔ اگرچہ کثیر ہوں مختلف الحقائق +

نوع۔ ایسی کلی ہے کہ اُسے اطلاق کرتے ہیں اُن کثیر پر جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) ہم دیکھ رہے ہیں +

اے ابراہیم زرتشت تو لکھ۔ تیری کتاب ۱۳۱۵ھ ہجرۃ محمدیہ میں اس غلطی کو کھول دیگی۔ پروفسر آزاد کو ہم دینگے اس کی زبان میں سپاک۔ وہ اس حاشیہ کو لیگا۔ اور چھٹے باب کے شروع سے پہلے اسے لکھیگا +

کتاب اس کی اس نقطہ پر ہوگی آذر زرتشت تیرا بیٹا ہم سے غرض کریگا پروفسر آزاد اُس سے سُن کر تم سے ملتجی ہوگا۔ تم دینگے۔ اور اس وقت کل ہندوستان اور کشور ایران میں حرفاً حرفاً پھیل جائیگا +

کرے اپنی عقل سے۔یہی ہے ہماری قدرت کا ایقان +

دیکھ زرتشت یہ ہے پروفسر آزاد۔ اس پر ہماری قدرة کا وعدہ پورا ہوا۔ یہ ہوگا اس وقت ایسا اور اس سے زیادہ۔ ہم اسے لینگے اپنی طرف۔ یہ ہوگا ہماری طرف لکھیگا سپاک کو اُس وقت کی زبان میں۔ ہم اُسے اُردو لکھوائینگے۔ اُسے اس علم کا شوق ہوگا حاکم وقت فرنگ ہوگا۔ وہ اس علم کے ساتھ اُس کا دشمن ہوگا۔ اُن کے مقتدر کا نام ایچلیسن ہوگا۔ وہاں تین لیفٹ سے اُسکی دشمنی میں ہوگا۔ جب یہ کتاب ہم لکھواتے ہونگے وہ ذلیل ہوگا۔ جب ختم ہوگی بہت ذلیل ہوجائیگا +

اب ہم پھر فلسفہ کے مسائل لکھواتے ہیں +

پانچواں اتصال۔ہیاوتا۔اب پھر وہی

زمانہ۔ ہم اپنے عہد کو۔ ۔ حال کہتے ہیں +

جو ہم سے پہلے تھا اُسے ماضی +

جو ابھی نہیں آیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ استقبال ہے جہاں یہ ہیں وہاں زمانہ ہے +

زمانہ وہاں ہے جہاں حدوث ہے۔ قرار نہیں۔ جب حدوث سے اوپر ہو تو دہر ہے۔ اس میں حدوث نہیں۔ پھر بھی تغیرات ہیں۔ وہاں نہ سمجھ میں آئیں گے جب تک یہاں نہ آؤ گے۔ ہر تغیر

یزدان پاک ! وہ ہو تو کیونکر ہو؟ دعا ہو خضوع و خشوع اُس کے ساتھ
ہم دینگے اور وعدہ کرتے ہیں کر دینگے۔ ابراہیم زرتشت نے کہا۔
ہم نے لیا۔ جو سمجھیگا وہ اوروں کو سمجھائیگا۔ تم نے کہا تو سمجھیگا اوروں کو
کون سمجھائیگا؟ اُس نے کہا ہاں درست۔ میں دیتا ہوں یہ نہیں مانتے
ہم نے کہا نہیں مانتے یہ ! خراب ہو جائینگے۔ ہم نے کہا ہے دیکھ
ابراہیم زرتشت اب ایک اور آفت آتی ہے۔ یزدان پاک وہ کیا؟
ہمنے کہا وعدہ خلافی۔ یزدان پاک ! وہ کیا ہوئی؟ ہمنے کہا دیکھ وہ اسفندیار کو
رستم کے ہاتھ سے مروادیا۔ یزدان پاک ! مجھے تو خبر نہیں۔ ہمنے کہا گشتاسپ
کو اُنھوں نے آپ برانگیختہ کر کے بیٹے سے لڑایا۔ وہ اس سے سربر نہ آ سکتا
تھا۔ رستم سے اُسے نقطۂ خلاف پر ڈال کر آنکھیں ضایع کر دیں...... تو
وہ مر ہی گیا۔ یزدان پاک مجھے تو خبر نہیں۔ دیکھ اب خبر بھی ہو جائیگی
تمام ایران گشتاسپ کو لعنت کریگا۔ ہم کہینگے باپ کے ہاتھ سے
بیٹا قتل ہو گیا یہ کیا غضب ہوا۔ اب کون ہے جو اسفندیار جیسا بیٹا
پیدا کرے۔ گشتاسپ اپنی حرکت پر خوش ہوگا۔ اور سب کہیں گے
ایسے بیٹے کا یہی علاج تھا؟ جو باپ نے کیا۔ باپ کہیگا۔ ہائے
بیٹا تو گیا پر بڑا بیٹا گیا۔ بیٹا کہیگا۔ ہائے مرا میں پر باپ سے لڑکر مرا۔
ہم کہینگے۔ دونو ہم میں نہ تھے حکم پر چلتے نہ مرتے کیا کریں۔ ہم کے مرنے میں ہی
خرابی ہوتی ہے۔ مرنا ہمارے حکم پر چلتا ہے + دیکھ زرتشت یہ ہوتا ہے حکم
ہمارا۔ جو مانے وہ ہوتا ہے صاحب حکم۔ جو نہ مانے اُسے کچھ نہیں کہتے۔ جو چاہے

چھٹا اتصال۔ جیاوتا۔ جاننے میں ہے پڑھنے میں نہیں

اے ابراہیم زرتشت۔ فلسفہ ہمارا یہ ہے کہ جب ہم چاہیں جو ہم چاہیں۔ ہوا۔ اور ہوا۔ اور ہوا۔ ہم اپنے عالم میں کل عالم ہیں۔ جو یہاں ہے وہ اور نیچے کے عالموں میں ظہور ہوتا ہے ہمّ ہمّ ہمّ۔ ہیں ہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ یہاں ہوتا ہے۔ یہ اور ہوتا ہے۔ جو ہم میں ہے۔ وہ ہے ہی۔ ہم ہیں اپنا آپ وقت۔ یہ وقت ہے اور ہے۔ اس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا یہ ہے سرمد۔ یونان کو جو ہم نے فلسفہ دیا وہ وقت کو ۳ درجوں پر لے گئے۔ ان میں افلاطون الٰہی اس بات کو سمجھا کہ سرمد بات ہی اور ہے۔ ہمّ ہیں سرمد۔ ہمّ ہیں سرمد۔ ہمّ ہیں سرمد۔ یہ ایک حالت ہے ہماری۔ وقت نہیں۔ وقت کو قرار نہیں۔ ہم ہیں قرار ہم ہیں قرار۔ آج ہم وہ کرتے ہیں جو ہمیں آج سے ۴۵ برس بعد کرنا تھا۔ ہم ہیں اپنے فلسفہ کے مالک۔ ہم جب چاہیں پورا کریں۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ۔ کیوں زرتشت دیکھا تو نے تو کہتا ہے مجھے رحم آتا ہے پروردگار! تو رحم نہیں کرتا؟۔ ان کے بچے اگر بڑے ہوں تو دیکھے تو!۔ ہم دیکھ رہے ہیں!

۲ زمانہ اور دہر ہم نے سمجھایا سرمد کو بھی تم نے جان تو لیا۔ دیکھو سرمد ہمّ ہمّ ہمّ۔ ہیں! ہیں! ہیں!۔ یہ ایک ہماری صفت ہے۔ اور صفت وہ نہیں۔ یہ ایک حالت ہے ہماری کہ ہم ہیں۔ اور ہر طور سے

میں ایک بات ہے کہ وہ ہے اور نہیں۔ تو بھی وجود ہے۔ اُسے ہم
یہاں کیا سمجھ سکتے ہیں؟ وہی سمجھے جو اُدھر ہو۔ دہر زمانہ سے اوپر
ہے۔ اور وہاں جنبش نہیں۔ وہاں حرکت نہیں۔ وہاں مہر و ماہ ہیں اور
گردش نہیں۔ سال و ماہ کا حساب نہیں۔ مدّۃ کو مقدار نہیں۔ ہم ایک
مدّ میں شخص کو ولادت سے دم آخر تک سمجھ لیتے ہیں۔ پروفیسر آزاد
اکثر دہر میں ہوں گے۔ وہ نہ سمجھیں گے کہ میں ہوں۔ وہ اگر چاہیں تو
رجوع کریں اور نوجوان ہو جائیں مگر نہ چاہینگے کہ ہونگے ہمارے حکم
میں۔ نہ ہونگے حُبِّ جاہ میں۔ نہ ہونگے محبّتہ میں۔ نہ ہونگے طمع
میں۔ نہ ہونگے سہل انگاری میں۔ نہ ہونگے تساہل میں۔ جب ہونگے
حکم۔ حکم۔ حکم۔ دیکھ ابراہیم زرتشت وہ! آدمی ہے۔ اُسے
شوق ہے ہماری کتابوں کا۔ جو ہمارے حکم کے دشمن ہیں وہ نہیں
پہنچنے دیتے۔ ہم نے کہا ہم دینگے۔ ہم مہاراجہ جے چند کی چھ کتابیں
لکھوا دیں۔ اور یہ لکھوا دینگے۔ وہ لکھیگا اور اپنے آپ کو اس قابل کریگا
کہ ہم دیں وہ لے۔ یہ آدمی نژاد کے لئے بڑی مشکل بات ہے۔ ہم
دیں گے اُسے۔ وہ ہوگا ہر وقت ہماری طرف۔ اُسے اولاد کا خیال
ہوگا وہ بھی اسی لئے کہ ہوں ہماری طرف +

ہم اب پروفیسر آزاد کو کہتے ہیں کہ یہ اتّصال ختم ہوا۔ اسکے
آگے چھٹا اتّصال لکھو کہ ہے وہ جیاوتا اجانے میں ہے۔ پڑھنے
میں نہیں) بس یہی +

ساتواں اتّصال گیا دتا۔ جو ہمنے سُنا وہی کہا

ہم ایک عجیب مسئلہ وجود باری کا تمہیں سمجھاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جب ہم نیاز کے ساتھ اُس کا تصوّر کرتے ہیں تو ہمیں اجازۃ دیتے ہیں کہ آؤ۔ جب ہم ادھر جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جو کچھ یہاں ہے وہی وہاں ہے۔ مگر یہاں جسمیّتہ ہے۔ وہاں جسمیتہ نہیں۔ اور ہے۱ یہاں ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہاں علم ہے۔ یہاں سونگھ کر کیفیتہ محسوس ہوتی ہے۔ وہاں یہ نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ خوشی ہے ہاں یہ کہ کیوڑہ یا گلاب ہے۔ یہ اوپر جا کر ہو کہ خوشی میں امتیاز ہوگا۔ گلاب کی اور خوشی ہے سیوتی اور خوشی ہے۔ حالانکہ دونو ایک ہی پھول کی قسمیں ہیں۔ عالم محسوسات سے جب اوپر جائیں تو یہاں ہم ہمہ گری میں اس طرح امتیاز نہیں کر سکتے جس طرح کہ چاہئے۔ عالم عقول اور نفوس سے اوپر آ جائیں اور ہوں ہم ہیں ہی ہم ہیں۔ اور ہماری طرف سے ہو کہ دیکھو! کیا ہے؟ اس وقت ہر طرح کے امتیاز کو پاؤگے۔ ہاں اب یہ رہا کہ وہاں کب؟ یہ نرا کار کی دنیا پر ہے۔ جسے عرب میں ہمنے کھوایا ذات بحت۔ ہم جب تک وہاں نہیں بے خبر ہیں۔ ذات بحت ہے عالم علم۔ وہاں ہوں تو معلوم ہو۔ عالم محسوسات سے۔ وہاں ہونا بہت دشوار ہے۔ ہم سے پوچھے۔ ہم دینگے۔ آپ کلیتہ میں ہو کر سوچے۔ نہیں کھلیگا۔ بس یہی +

ہیں۔ اور کوئی کچھ ہو ہم ہیں۔ وُہی اور ہیں۔ اور ہم وہی جو تھے۔ اور ہونگے اور ہونگے اور ہونگے۔ جہاں تک تم سمجھو۔ جہاں تک سمجھو۔ جہانتک سمجھو یہ ہے سَرمَد۔ اب ہم بتاتے ہیں کیا ہے ستیا وِتا؟ اور نیا وِتا میں فرق؟ ستیا وِتا یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ یہ ہے ہمارے واسطے۔ ہم ہیں آپ۔ آپ خود۔ یہی خدا۔ خود آپ۔ بس اور کوئی نہیں۔ کوئی ہے؟۔ نا۔ نیا وِتا۔ ہم جانتے تو ہیں مگر اُن سے پوچھ کر۔ پوچھنا بڑی مشکل! ادھر سے مرحمت بڑی مشکل! یہ مشکل تمہاری بات ہے۔ تم اُدھر سے اِدھر ہو! یہ ہو تو آسان۔ نہ ہو تو مشکل!۔ یہ ہے۔ بس ہم تم ہم تم ہم تم۔ جب ہم ہیں تو تم ہم میں ہو ہم میں ہو ہم میں ہو۔ اتنے ہو کہ اپنے گرد و پیش کی آواز بھی سُنائی نہ دے۔ یہ تمہارے لئے بڑی بات ہے! ادھر یہ ہے کہ بھلا اتنا تو ہو! یہ ہو تو جب ہم نے عرض کی التجا کرو۔ جو ہر قابل ہوگا تو ہم رحمت ادھر سے مبذول کریں گے نہو تو حکم ہوگا ریاضتہ! ریاضتہ کیونکر؟ آخر شب او آخر روز۔ وہ دین و دیانتہ تو نہیں مگر بہت سے امور کا مجموعہ ہے۔ اور یہ اُس وقت ہے کہ ریاضتہ جب ہم دیکھیں کہ اُن میں ایک دین دیانتہ بھی ہے۔ اور صفت نہیں کہ نہ تھی۔ اب ہوگئی۔ یا اب تو ہے۔ مگر کبھی ایسا بھی ہو کہ ہم ہیں وہ نہیں۔ ریاضتہ کو ایسا سمجھو کہ ہم ہیں اور تم نہیں۔ تم آجاؤ۔ ہم ہونگے تمہارے ہیں۔ اُس وقت تم ہم سے جو مانگو ہم سُنتے ہیں ؛

کہا ریاضتہ کا طریقہ تو دیکھوں! ہم نے کہا وہ دیکھیں گے اور اُس نے کہا نہ دکھاؤں؟ ہم نے کہا نہ! اس نے کہا بہت خوب۔ عرض کی مجھے تو مرحمتہ ہو ہم نے کہا لکھ ہم نے لکھوایا اُس نے لکھا۔ ہم نے کہا بس اور نہیں اس نے کہا خوب۔ ہم نے کہا ہم ہیں علم اُس نے کہا یہی۔ اس نے کہا مشہد مقدس سے دو تین کتابیں لے آؤنگا ہم نے کہا لے آئیو۔ اُس نے کہا ایمن آباد سے دو چار؟ ہم نے کہا ملجائینگی اُس نے کہا ریاضتہ کا طریقہ مرحمتہ ہو ہم نے کہا لکھ وہ لکھ رہا ہے دیکھ ہم کہتے ہیں۔ بس۔ وہ ہے بس یہ ہے ہماری اطاعتہ یہ ہو تو ہماری ریاضتہ +

اس میں ۔ ا دن کا وقفہ ہوا وخادیا داہا عالی جناب ابراہیم زرتشت نے پھر التجا کی اے آذر گشسپ میری کتاب پھر لکھوائیے۔ حکم ہوا وہ بندہ ہمارا ہر وقت موجود ہے خدمت کو۔ دیکھو آج تفرج سے پھر کر آئیگا ہم دینگے وہ لکھیگا +

وخادیا واہا ابراہیم زرتشت نے عرض کی یا میرے ایزد پاک مرحمتہ ہو۔ چنانچہ اشراق مقدسۂ الٰہی میں ارشاد ہوا لکھ اسے پروفسر آزاد +

ریاضتہ ہماری ہم ہی جانتے ہیں اور ہم بتاتے ہیں تمہیں اُسکا
طریقہ۔ وہ حقیقتہ میں تمہارے جوہر پر منحصر ہے۔ جس قدر اُسے برداشت
ہوگی اُتنی ہی اُسے کلفتہ معلوم ہوگی مگر وہ اُسے خوشی سے لیگا۔ اور ہم
اُسے لینگے۔ اور ہم اُسے دینگے اور وہ لیگا۔ وہ علم ہوگا! علم ہمارا ہم
میں ہے۔ ہم علم دیتے ہیں۔ وہ بے علم ہو کر ہم میں ہو۔ وہ کہے ریاضتہ
کیونکر ہو؟ ہم کہیں ہو جا تو! وہ کہے ہوگیا میں ہم کہیں دیکھ! کہے دیکھا
ہم کہیں سمجھا؟ وہ کہے سمجھ گیا۔ ہم کہیں یہ کیونکر ہوا؟ وہ کہے جو حضور سے
ہوا۔ ہم کہیں ہم نے نہیں کیا۔ وہ کہے اے ایشور مہاراج یہ مجھ سے
خطا ہوئی۔ ہم کہیں نہیں۔ کہو! وہ کہے کیا؟ ہم کہیں کہو۔ حضرت سے
ہوا۔ ہم اپنی مصلحتہ کو آپ سمجھتے ہیں! وہ کہے مہاراج حضرۃ سے ہوا ہم
کہیں۔ بس یہی۔ پھر وہ کہے اے مہاراج مجھے وہ ملے! ہم کہیں وہ
ہے!۔ وہ کہے لے لوں؟ ہم کہیں۔ تیرے لئے نہیں۔ وہ کہے
درست یہ ہے اور ہم کہیں یہ تو اُس کی ہے! وہ کہے اُسی کی ہے
یہ ہے ریاضتہ ہمارے حضور کی۔ دیکھ اے ابراہیم زرتشت
کس شوق سے ہمارے علم کو لیتا ہے یہ بندہ ہمارا۔ تو نے بھی لیا۔
مگر اس شوق سے نہیں لیا۔ یہہ ہے تسلیم بڑھ کر رضا کی طرف۔ ہم ہم ہم
ہم جو اس میں ہو کر کہتے ہیں خوش ہی ہوتا ہے۔ یہ ہے ہماری ریاضتہ
میں طاعتہ اور متابعتہ میں۔ تو اسے دیکھ اور مانگ ہم سے یہ بات!
ہم نے کہا سپک کیا کریگا ہم اُس نے کہا نہ لونگا پروردگار پھر آپنے

اُس کی بی بیوں اور بیٹیوں نے بڑی پاکدامنی سے نور کو دل میں رکھا۔ وہ بے علم تھیں۔ تو بھی ہماری طرف حسرت سے دیکھتی ہیں ہم نے اُنہیں دُور دُور سے رُوک رُوک کر پھر اس کی طرف پہنچایا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور حیرت کی کہ الٰہی یہ کیونکر ایسی ہوئیں؟۔ وہ ہماری قدرت کو سمجھ گیا تھا۔ یقین پر رہا اور اُنہیں حکم پر لیا۔ وہ اس کے پاس آئیں اور نور سے آئیں اور نور میں آئیں۔ بیٹیاں اور بیٹے اُن سے زیادہ ہم نے اُنہیں یک جا کیا۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ اور ہماری قدرت کو بڑی عظمت سے لیا۔ اور یہ بات سبے نوری میں بھاری پتھر ہو کر گری۔ سب حیران ہوئے۔ شاگردوں کو بڑا زور ہوا۔ وہ خوب اُچھل اُچھل کر کھڑے ہوئے اور بیٹھے۔ اور پکارے۔ اے ہمارے ایشور اے ہمارے ایشور تو بڑا مہا ایشور تو نے کیا کیا تجھ کیا ہے تو نے کیسا نور دیا؟ یہ کیسے نور والے؟ یہ کیسے نورانی؟ یہ کیسے نور میں غوطے مار کر اُڑتے ہیں؟ یہ کیسے تجھ تک آتے ہیں؟ یہ کیا کچھ ہے جو تو انہیں دیتا ہے؟ ہم تو برسوں شاگرد رہے ہمیں تو کچھ معلوم نہ ہوا۔ ہمیں نور ہونا تھا ہوا۔ مگر یہ تو کچھ اور ہی ہوا۔ اے ایشور تو بڑا مہا ایشور تو نے ہمیں دیا ہے مگر پردہ کا حکم ہے۔ اُنہیں کیونکر ایسا ہوا؟ اے ایشور ہو! اور ہو! اور اَور بھی ہو! اے ایشور اَور بھی ہو ❊

یہ فرحت اُن کی ہمیں ایسی خوش آئی کہ ہم نے اُنہیں اور بھی دیا۔

آٹھواں اتصال واتیا۔ ہم ہیں اور جو ہم ہیں ہم ہی جانتے ہیں

ہم ہیں کہ ہم نے اپنے تئیں خُسورا دیا کہوایا۔ پھر ہم نے ہی ایزد کہوایا۔ ایک درجہ اوپر یزدان اسی ملک میں ہوا۔ جب ملکِ اسکندر نے زور پکڑا ہم نے اپنا نام لہا کہا۔ سب نے کہا! ہم بہت زور سے بولے۔ یہ ہوگا عرب میں اِلٰہ عرب میں اِلٰہ اللہ ہوا ہم نے اللہ کے نام کو نور دیا۔ یونان اور فارس سب میں اُسی کا اُجالا ہو نو سو برس سے زیادہ نہ رہا۔ ہم نے چاہا انہوں نے نہ چاہا۔ نور کی روشنی کو حکومت میں لیا۔ ہماری طرف نہ ہوئے عقل جزوی کو لیکر دنیا میں بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا۔ یہ بھی ہماری دی ہوئی ہے۔ حکم میں ہونگے۔ وہ ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ دنیا کو لیتے لیتے ہم کو بہانہ کر دیا جھوٹ موٹ ایمان رہ گیا۔ ہم نے اُن سے نور کو اُٹھا لیا وہ نماز روزہ اعمال بھی کرتے تھے مگر ہم میں نہ تھے۔ اسی طرح ۱۲ اسو برس گذرے ہم نے ۱۲ اسو ۴۵ ہجری میں پروفسر آزاد کو آفرینش دی اور ۱۳ اسو کے بعد نور نے اس میں ظہور کیا۔ وہ بڑے زور سے اُٹھتا اگر نور ایمان اوزروں میں ہوتا۔ وہ نہ تھا۔ سب نے اسی کے زور کو اپنی کثرۃ اور روپے کے زور سے رُوکا۔ وہ رُکا مگر نور نہ رُک سکا۔ وہ جتنا روکتے گئے ہم نور دیتے گئے۔ وہ سخت تکلیفوں میں بُری طرح مبتلا ہوا۔

نواں اتّصال آتیا۔ ہم ہیں۔ اور خود ہیں۔ اور ایسے ہیں کہ آپ ہی ہیں

اے ابراہیم زرتشت - ایزد اور یزدان ایک ہی ہے۔
ایزد کو ہم نے عرب میں برہؔ کہا۔ پاک! پاک! یزدان
نہیں ہے کسی اور کے لئے۔ ایزد عقل اوّل کو بھی بولنے میں ہوگیا
ہے۔ تو مانگ ایزد کہہ کر پائیگا۔ یزدان کی ایک جہتہ ہے وہ بھی۔
بس یہی ہم نے جب اسفندیار کو تاج کیانی دیا کہ سر پر رکھ۔ اس
نے کہا۔ باپ تو ہے۔ میں کیونکر لوں؟۔ ہم نے کہا۔ لو! اُس نے دونو
ہاتھوں پر لیا۔ اور کہا۔ باپ کے سر پر ہو۔ ہم نے کہا۔ وہ اَور ہے تو
اَور ہو۔ اُس نے روکر کہا۔ وہ جیتا ہو۔ ہم نے کہا۔ وہ ہے۔ تو ہو۔ وہ
پھر رویا اور کہا میں نہ ہوں وہ ہو۔ ہم کو یہ بات بہت خوش آئی۔ ہم
نے اُسے وہ دیا جو باپ کو نہ دیا تھا۔ اُسے ہم نے کشفِ اوضاع
اور کشفِ قلوب دیا۔ وہ باغ باغ ہوگیا۔ اور کہا۔ اے یزدان پاک
مجھے بڑی سلطنت ملی! ہم نے کہا اَور دینگے۔ اور دی۔ وہ بہت خوش
ہوا اور کہا۔ اے ایزد تو یکتا ہے۔ تو ایک ہی ہو۔ ہم کو یہ بات بہت
بھائی اور کہا۔ اچھا دونوں کو دو۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور اسی اُمید
میں ہماری طرف ہوا۔ ہم نے اُسے لیا۔ آخر وہ دنیا سے بے گناہ
گیا جب اُس کا دم نکلا ہمیں ملال ہوا اس کی نزع کی سختی ہم پر ہوئی
وہ اس طرح مرا جیسے پھول کو اچھالیں اور کوئی اوپر اوپر اُچک لے

ایزد و یزدان

وہ بچّے ایک ہی بندے

وہ بڑی خوشی سے ہماری طرف آئے۔ ہمیں ان کا آنا بھلا معلوم ہوا۔ اور
کہا۔ خوش آئے خوش ہو۔ ہم ہونگے تم ہوگے یہاں ہوگے وہاں ہوگے
بود وباش ہوگی ایسی ہی جیسی کہ ہے اے ابراہیم زرتشت جس
توجہ سے یہ ہماری طرف ہوتے ہیں تو دیکھ۔ کیسے نرا سے۔ کیسی اپنی
ناداری عمل کیسی اپنی ہیچ فہمی کیسی اپنی عدم قابلیتہ پھر اُس پر اُمید
اُمید اُمید۔ اور تو ہی تو ہی تو ہی۔ تو دے۔ تو دے۔ تو دے تو دے
تو دے تو دے۔ نہ دے تو کون پوچھے؟۔ ہم کیا ہیں! ہم نے کیا کیا
ہے؟۔ جو کیا ہے بُرا کیا ہے۔ بُرا ہی کیا ہے۔ اے مہاراج بُرا
ہی کیا ہے۔ پھر کیا اُمید؟ ہوا! نہوا!۔ ہوا! نہوا!۔ ہوا! نہوا۔ اے
ایشور تو ہی۔ اے ایشور تو ہی۔ اے ایشور تو ہی۔ آس! آس!
آس!۔ ہم ہم ہم جائیں کہاں؟ کچھ سن لیں تو ہوش حواس ہو جائیں
دیکھ ابراہیم زرتشت یہ ہیں اُمیدوار۔ یہ ہیں مانگنے میں۔ پانے
میں نستا بندگان دیا بندگان۔ یہ ہیں طاعتہ میں۔ یہ ہیں اطاعتہ میں
یہ ہیں ریاضتہ میں۔ یہ ہیں کہ اگر ہونگے اسی طرح ہماری طرف تو ہم انہیں
لینگے اور دینگے۔ ان کا اُستاد اپنے کتب خانہ سے کیا بے بس
اور بیکس ہوکر بندرہ آدمیوں کے پھندہ میں غائب ہوا۔ یہ اُسے ہم سے
پوچھتے ہیں۔ دیکھو ہم اُسے بچا لینگے اور انہیں خبر دینگے۔ بس یہ ہے
ہمارا فلسفہ +

اُدھر سے ادھر آیا۔ ہم جانتے تھے کہ اُنہوں نے اُٹھا لیا۔ مگر وہ تو ہے اور اَوْر دیتے ہیں۔ ہم ہیں اور ہم آپ کرتے ہیں۔ اور ہم جب کرنے پر آتے ہیں تو یوں ہی کرتے ہیں۔ اس ہمارے بندہ پر ایک ایک ہزار آدمی جھکول دیا۔ تو بھی جو ہم نے کہا۔ یہ کرتا ہی رہا +

دسواں اتصال ہیاتیا

ہم ہیں اور ہیں تو ایسے ہیں کہ جب جو چاہیں آپ ہی کریں دیکھ اے ابراہیم زرتشت یہ بندہ ہمارا کیسا لکھ رہا ہے۔ ہم دیتے ہیں۔ یہ لیتا ہے۔ تو اسے سُنا کہتا ہے؟ نہیں! تو اسے پرتوہ کہتا ہے؟۔ یا رالہا؟ شاید ہو۔ یہ بھی نہیں ا۔ یزدان پاک! پھر اسے کیا کہوں؟۔ اسے ہماری قدرۃ کا کلام کہو۔ ہم اسے کہتے ہیں یہی سُنتا ہے۔ ہم جسے چاہیں وُہی سُنے۔ اَوْر نہیں سُنتا۔ تجھے بھی سُنانا منظور ہے تو سنتا ہے اے پروفسر آزاد ہم نے جو تجھے درد دیا ہے یہ اس وقت قدرۃ غیبی سے ہوا ہے۔ جواہر مجرّدہ کو ہمنے دکھایا ہے۔ دیکھو ہمارے علم کا نتیجہ کس طرح ہماری طرف ہے۔ درد کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور جو ہم کہتے ہیں لکھے جاتا ہے۔ وہ اس کے اندر جاتے ہیں اور درد کی تکلیف کو دیکھکر ہم سے کہتے ہیں۔ اے یزدان پاک ہم سے کیا ہو سکے تو ہی کرے۔ جو ہم سے اتنا ہی ہو سکا کہ تیری طرف دیکھا اور سکوت۔ تو اسے شفا دے۔ جب تو نے بیٹے کو کہا کہ شفا اُدھر ہے۔ ہم خوش

ہم نے اُسے لیا۔ اور رستم بھی گنہگار نہ ہوا۔ آپ باپ بیٹے کا قاتل
ہوا۔ یہ ہے فلسفہ
اے پروفیسر آزاد دیکھ یہ ہے دنیا۔ باپ نہیں ہے بیٹے کا
بیٹا باپ کا ہو تو تعجب نہیں۔ دیکھ پروفیسر آزاد۔ ریاضتہ کو ہم نے بڑی
نعمت رکھا ہے۔ یہ ہم نے تجھ کو دی اور کتابوں میں دی۔ تو نے
ہم سے مانگا۔ ہم نے علم دیا۔ ہم تجھ میں ہوئے تو ہم میں ہوا۔ تو ہم میں
ایسا ہوا کہ سب کو چھوڑا اور ادھر ہوا۔ ہم ہیں علم۔ ہم ہوئے تجھ میں۔
تجھ میں صلاحیت اس امر کی ہوتی کہ ہم ہوں تجھ میں۔
کو نے کتابیں ایک سال تک لکھیں۔ اور ہم سمجھے ہوئے تھے کہ اس
کتابتہ میں ریاضتہ ہوگی ہماری طرف ہو جانے کی۔ وہ ہوئی۔ تمام عالم
نفوس اور عالم عقول کو حیرۃ ہوئی یہ کون شخص ہے کہ ابھی ادھر ہوتا
ہے۔ ابھی اُدھر۔ کتابتہ عالم محسوسات میں ہے۔ یہ ایک ہی وقت
میں دو طرف کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں وقت میں طول نہیں یہ بجلی ہے
آذر شسپ سے سوال ہوا۔ اُنہوں نے کہا۔ یہ قدرۃ الٰہی
ہے۔ ابراہیم زرتشت متحیر۔ کہ مجھے جو مرحمۃ ہوتا تھا وہ تو میں خود نہیں
لکھتا تھا۔ میں سُنتا تھا کہتا تھا۔ ایک اور شخص تھا وہ لکھتا تھا۔ ہم نے
کہا تم کہتے ہیں۔ وہ سُنتا ہے اور لکھتا ہے۔ ہم نے اُسے ایسا ہی
بنایا ہے۔ تم دیکھو گے وہ کیا کریگا! وہ اس کتاب کو کتاب سے پہلے
مشتہر کریگا۔ تمام اُمّتہ زرتشت میں شور ہو جائیگا کہ پاک پھر

وہ بات کیا ہے جو تم اللہ سے کہتے ہو وہی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے
اچھا تم یہ کوئیں اور نقب اور کھیتوں کے نام اور دفینوں کی باتیں کیونکر
مانگ لیتے ہو؟ وہ ہمیں بتا دو ۔ دیکھو۔ ایک اور بولا۔ ہماری سلطنت
کے جزیرے اور ریاستیں گری پڑتی ہیں۔ وہی اسم پڑھ کر ہم چھڑا
لینگے۔ یہ ملک ہے جیسے تم کہتے ہو۔ میرا ملک ہے۔ سلطنت ہماری
ڈوبی جاتی ہے۔ دیکھو پھر اسمی بولا۔ تم بے شک مرنے کو ہے۔ مرنا
کچھ بڑی بات نہیں ہے آدمی کو۔ اچھا تم صحت مانگو تو اللہ سے +
پروفسر آزاد نے بھی سن لیا۔ اور کہا۔ اے بیوقوفو میرا تو یہ
حال ہے۔ یہی تو وقت ہے۔ حالت دکھاتا ہے اور کہتا ہے۔ ارے
بے وقوفو! یہی تو مانگتا ہے ۔ دیکھو جواہر مجرّدہ! وہ ذوق کا مطلع
پڑھا اس نے اور کہا۔ پہلا مصرع کیا برمحل ہوا۔ یہاں اور درد کی
بیقراری۔ ہائے۔ ایشور! ایشور! ایشور! ۔ فرنگ کو کہتا ہے۔ یہی کہ
رہا ہوں۔ تم بھی کرو اور کہے جاؤ۔ دیکھو اس حالت میں بھی ہم کو کہتا ہے+

گیارھواں اتصال سواتیا۔ ہم نے جو کچھ کہا پورا کرتے ہیں

نہ کریں تو کرتے ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے ہیں
دیکھو جواہر مجرّدہ! کیسی بےبسی اور بےکسی ہے۔ جواہر مجردہ کو حکم
ہوا۔ دیکھو۔ وہ کیا لیتا ہے! ہمارے حکم میں ہے۔ یہ نہ ہوتا تو شہر لاہور
کو اُکھاڑ پھینک دیتا۔ دیکھو ابراہیم زرتشت۔ ہم ہیں کہ اپنے فلسفہ

ہوئے اور کہا اب ہم اُسے اُٹھا لیتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نیند آئی
وہ ہوا ہماری طرف۔ ہم نے دیکھا جتنے تھے۔ اُس کے سبب ہماری
طرف آئے۔ ہم نے دیکھا کہ جو روؤں نے ان میں اثر دیا ہے۔ اُن
میں خود کچھ شوق نہیں۔ تب ہم نے کہا۔ تم جاؤ گے اُدھر۔ سب نے
کہا ہوئے۔ ہم نے کہا حکم ہے اُدھر کا۔ اُنہوں نے عرض کی ہم
تو اُدھر اِدھر ایک ہی ہیں۔ پر یہ تو اکیلا ہے۔ جو روؤں کی بہتات
تو اسی لئے دی تھی۔ ہم نے کہا دیکھو! سب سکوت! یہ غریبی اور
مسکینی ہیں بھائی۔ وہ سب اتنے ہی میں خوش ہو گئے۔ ہم نے کہا سوتے
ہیں بہت خوب اُٹھاتے ہیں یہ۔ اچھا ذرا اُٹھا لو۔ وہی ہوا۔ جاگ اُٹھا
تو کچھ بھی نہ تھا۔ ہم حیران کہ یہ کہتا ہے اور ہم ہیں کہتا ہے۔ نیچے کیوں نہیں؟
معلوم ہوا کہ نہیں چاہتا دنیا کے لوگوں کو شفا کی خبر ہو۔ نفس ناطقہ نے
کہا یا رب یہ کیوں؟۔ ہم نے کہا لندن تک دیکھو کیا حال ہو رہا ہے؟
یہ تو اس کی حالت ہے اور وہ تو وہاں سے چھپکے چھپکے کہتے ہیں۔ ہم ہیں
کہ آواز کو اُچھالتے ہیں۔ ہاں جواہر مجرّدہ سب سنو۔ کوئی لندن
سے کہہ رہا تھا ہمیں وہ اسم بتاؤ کہ اُسے کہہ کر تم جو چاہو خدا سے مانگ لیتے ہو
ایک اور کہتا تھا۔ تم نے کتنی کتابیں لکھیں؟ ہمیں وہ بات نہیں بتلائی
کہ ہم کریں اور جو کتاب مانگیں وہی اُدھر سے پائیں۔ قدرت الٰہی
اپنے اختیار میں نہ رہے۔ ایک اور کہتا ہے۔ دیکھو میں السمی ہولا
مجھے ابتک جو کچھ تم نے کہا ہے وہ کیا ہے۔ پر تم نے یہ نہیں بتایا

لہ روحیں ذوی اور حواس

نمک

کو ملتوی کیا۔ ہم نے گشتاسپ کی سلطنت کو کیسا جلد خراب کر دیا۔ وہ
اسفندیار سے نہ لڑتا تو کبھی ایسا نہ ہوتا۔ باپ کو بیٹے نے پچھاڑا۔ باپ
شرمندہ ہوا۔ رستم سے لڑا دیا۔ رستم نہ ہارا وہ ہار گیا۔ ہم نے کہا۔ وہ
ہٹ جائے۔ وہ ہو گیا۔ ہم نے کہا۔ جا تو شیراز۔ وہ وہیں جا کر بیٹھا۔ ہم نے
کہا گشتاسپ کو۔ تو جا ماژندران کو۔ وہ وہاں جا بیٹھا۔ اب ہم کہتے
ہیں پروفسر آزاد کو۔ تو بیٹھ لاہور میں۔ دیکھ وہ وہیں بیٹھا ہے +

بارہواں اتصال یواتیا۔

جب ہم اپنے فلسفہ کو پورا کرتے ہیں تو کر ہی دیتے ہیں
دیکھ ابراہیم زرتشت کتاب یہاں ختم ہوئی۔ جبکہ یہ پروفسر آزاد کو
ہم دینگے کوئی اُسے نہ بتائیگا کہ کتنے صفحے ہیں؟۔ اور اب کتنے رہے؟
وہ ہو گا ہماری آتش پر یہ کہینگے ۲۰۰ صفحے کی کتاب ہے۔ اور کم کرینگے
اور کم کرینگے۔ دل اُس کا شکستہ نہ ہوگا۔ اور یہی کہیگا دیکھوں فارس
کو فلسفہ کیسا ملا تھا؟ اور وہ کیونکر اُس میں درس و تدریس پاتے تھے۔
ہم کہینگے یہ ہے! جو ہو وہ اس میں ہو۔ بس اب ہم ہیں +
آج ۲۰ فربیرا۔ سال ۵۰۲ فریدوانی روز شرم ہوا ہے
ہم جانتے ہیں کہ اسے آج ۲۵۱۳ برس ہوئے +
اور آج ہے سمت ۲۰۱۸۔ مہینا چیت
تاریخ ۲۸ دن ۳ شنبہ

حضُوری

لکھا اے پروفسر آزاد ہم نے نماک دیا تھا ابراہیم زرتشت
کو اس کی زبان میں۔ وہی تھی اس وقت ایران کی زبان۔ اب ہم
تجھے دیتے ہیں تیری زبان میں۔ تجھ سے لے ہند۔ ہند سے لے
ایران و روم۔ دیکھ تمام مہاراجگان ہند کے تیری طرف کان لگائے
ہوئے ہیں تو ہو ہماری طرف کہ ہم ہوں تیری طرف۔ تو ہو ملتجی۔ دیکھ
ہم کیونکر دیتے ہیں تجھے۔ ہم نے تجھے سپاک دیا۔ تو نے جس احتیاط
سے لکھا جب دیکھیں گے سب اُس کے پرتوہ سے اپنی کتابوں کو
پڑھنے اور سمجھنے کے قابل کرینگے۔ تو اُن سے زیادہ خوش ہو گا اور وہ
تجھ سے۔ ہم اُن سے فلسفہ کی جستجو کو وہ روشنی دیں گے جسے لیکر
ہماری طرف راہ لینگے۔ ہم اُنہیں نااُمید نہ کرینگے۔ وہ جتنا ہماری
طرف آئینگے اُتنا ہی پائینگے +

سپاک ہم نے ابراہیم زرتشت کو دیا پہلے۔ وہی تجھ کو دیا۔
پھر نماک اُسے دیا۔ وہی پھر تجھ کو دیا۔ اب ہم تجھ کو راہ دکھاتے ہیں
اپنی طرف اور لکھواتے ہیں وہ جو نہ ہوا تھا اب تک عالم قدس سے
عالمِ ناسوت پر۔ وہ نماک میں تھا مگر نہ دیا تھا۔ اب ہم دیتے ہیں کہ مانگنے

فہرست مطالب

صفحہ

جو کہے کہ ہے نہیں ہے ایک فرعون؟ شداد! نمرود!۔ اور کس
کس کے نام لیں تمہیں کیا معلوم ہے! یہ کیا ہیں!۔ ان کی ہستی کیا ہے!
وجود ہیں بے بود۔ دیکھو گے بھیک انہیں ملے کہاں؟۔ نہیں۔ ملتی
نہیں۔ لاؤ ہی دے دو۔ اللہ یہ تمہارے غرور!۔ بس یہی ہے۔ دیکھ
اے پروفسر آزاد۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ جبکہ تو دیکھیگا۔ اب ہم دکھاتے
ہیں تجھے اپنی قدرۃ کہ آج سے ۲۴۶۲ برس پہلے ہم نے نماک
دیا ابراہیم زرتشت کو۔ دیکھ کیسا ٹھیک وقت پر ہم نے اُس کو
اور جو اُس سے متعلق تھے سب کو ملک در ملک اور گاؤں در
گاؤں نموداری دی ہے۔ ہم تجھے لکھواتے ہیں۔ اور جو کچھ ہے اُسے
کھول کر سمجھاتے ہیں۔ جو پڑھو گے اُسے سمجھو گے۔ اور جو سمجھو گے
اُسے برتو گے۔ تم ہو گے ہماری طرف۔ ہم ہونگے تمہاری طرف۔ ہم
دینگے تم لو گے۔ اور ہو گے خوش اُسی میں جو کہ مرضی ہماری ہے۔ کہو گے
یہ ہے نعمۃ یہ ہے کرامۃ یہ ہے رحمۃ۔ جو ہو گی وہ ہم ہی میں ہو گی۔ ہم
دینگے تاثیر۔ وہ ہوگی ہماری طرف۔ ہم دینگے اُسے تمہارے دلوں
پر اور دلوں سے اور دلوں پر۔ وہ متأثر ہونگے۔ وہ مانینگے اور ایسا
مانینگے کہ تمہارے چھوڑنے کو جی نہ چاہیگا۔ ہم اُن میں ہونگے۔ وہ
تمہیں لینگے اور ایسے ہونگے گویا کہ تم میں ہیں۔ وہ نہ ہونگے اوروں
کے۔ ہونگے تمہارے۔ تم اُنہیں صعود پر تاثیر دو گے۔ وہ تم سمیت
ہونگے شوق ارتقاء میں۔ اور یہ کہ آپ ساتھ ہوں تو اد پر چلیں جب

والے مسکینی سے رُوتے ہیں۔ بیٹھنے کو بھی جگہ نہیں۔ کھانے کو ٹکڑا نہیں۔ بھوک کی مار نہیں اُٹھائی جاتی۔ ابراہیم زرتشت کا وقت بہت بُرا تھا مگر یہ حال نہ تھا۔ جو اللہ کا نام لے اُسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بھلا دیکھیں تو تمہارا اللہ کا زور کیا کر سکتا ہے؟۔ ہم تمہیں جان سے تنگ کرتے ہیں۔ تمہارا اللہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تمہارے عقائد کی پاکدامنی ہم ذلیل کرتے ہیں۔ دیکھیں تو اللہ ہمیں کیا کہتا ہے۔ ہم حکومت کے زور سے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ تم پاکدامنی کے زور سے بھلا روک تو لو! ہم ہیں اپنے فلسفہ پر۔ دیکھنا جب کرینگے تو وہی کرینگے۔ اور اُس سے زیادہ! اور ٹھیک وقت پر کرینگے! اور اُس سے پہلے۔ دیکھنا! ہم بُرا حال کرینگے! اور بُرے سے بُرا حال کرینگے! ہم نہ چھوڑینگے! اور نہ بھولینگے۔

جو دُکھ پا رہے ہیں اور حد سے زیادہ دُکھ میں ہیں۔ انہیں کہہ دو اور دلاسا دو۔ کہ نہ گھبرائیں۔ اور نہ ہوں نا امید ہم سے! ہم تم ہیں۔ ہم تم ہیں۔

ہم تم ہیں

ہم نہ بھولینگے۔ تمہارا حق ایک ایک سے لینگے۔ بتا کر اور جتا کر۔ اور سمجھ کر اور سمجھا کر۔ یہ ہے ہماری حکمت جو اب تک ہے۔ ہم فلسفہ اپنا نہ چھوڑینگے اور کہہ کر کرتے ہیں۔ بھلا واد ے کر نہیں! یہ ہماری قدرت ہے۔ روکتے ہو تو روکو!۔ کیا روکو گے تم! بڑے بڑے اُلوالعزم بادشاہ خدائی کے دعوے باندھ کر اُٹھے۔ کہاں ہے فرعون؟۔ نہیں ہے۔ کیا ہے کوئی

کہو ہمیں خبر نہیں کی۔ خبر ہمارا کام نہیں۔ ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اور ٹھیک وقت پہ کرتے ہیں۔ دیکھنے والے ہیں دیکھینگے ہم دکھائیں گے۔ اس لئے دیکھیں گے۔ رکھا ہم نے اس بیان کو یہیں۔ ہوگا جو ہم کرینگے۔

کہو پروفسر آزاد سے کہ ہم لکھواتے ہیں نمک۔ پہلے ارجاسپ وزیر کا عہد نامہ لکھے۔

عہد نامہ ہے ارجاسپ ابن جاماسپ کیطرف سے

حضرت الہیتہ میں کہ حرمتہ اور برکتہ ہیں واجب الوجود اس کے۔ اور خود ہے واجب الوجود۔ اسی واسطے ہے صلا

میں کہ ہوں ارجاسپ ابن جاماسپ۔ ہوں وزیر شہنشاہ گشتاسپ کا اور بیٹا ہوں وزیر کا۔ اور پوتا ہوں اس وزیر کا کہ بیٹا تھا وزیر کا اسی طرح نو پشت تک میں ہوں اب تک اپنے منصب پر اور ہر کام میں ہوں خود اختیار۔ باوجود اس کے دیکھتا ہوں کہ جو حکم میرا تھا ورسے بختر تک بوئے گلاب ہوکر چلتا تھا۔ اب بوئے گل کی طرح مجھ میں ہے۔ حیرۃ۔ کہ یہ کیا ہوا؟۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ میں عالموں سے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم کیا کریں۔ بادشاہ کا حکم پہنچتا ہے کہ نہ ہونے پائے۔ ہم چپ ہو جاتے ہیں۔ عمل نہیں برآمد ہوتا۔ میں نے غور کیا۔ بادشاہ کے دل میں میری طرف سے گمان ہے۔ وہ رؤیں تنی

یہ ہوگا۔ تو دنیا سب ایک ہوگی۔ اور ایک ارادہ سے یزدان پاک
کی طرف التجا کرینگے۔ جو ہونگے ہمارے وُہ
ایشور کہینگے منہ سے۔ اور دل ان کا کہیگا یزدان پاک
اَیہا کہینگے منہ سے۔ اور دل کہیگا یزدان پاک
اللہ کہینگے منہ سے۔ اور دل کہیگا یزدان پاک
فرنگو۔ کرائس کہینگے منہ سے اور دل میں ہوگا یزدان پاک اور
کبھی دل بھی کہیگا۔ یہ تاثیر جب ہوگی تو ہم ہونگے اپنے کام پر اور
خلق ہوگی ہماری طرف۔ ہم کہینگے کیا چاہتے ہو؟ وہ کہینگے ہم آپکو
دیکھ پروفسر آزاد یہ ہے تاثیر۔ اور تاثیر وہی ہے جو ہم دیں۔
ہم سے لو جو کچھ لو۔ جو اپنی عقل سے کروگے خرابی ہے اور وہ ہے جبکہ
تم ہم کو مانو۔ نہ مانو!۔ نہ ہوا۔ ہم نے اب تک تم کو بڑی احتیاط سے
بچایا۔ تم اذیتوں سے بچے مگر اپنی بدی سے نہ بچے۔ بدی کے لئے
جو ہم نے تاثیر رکھی ہے وہ تو ہوگی۔ پھر تم اُلٹے پلٹے رونے نہ رونا۔
دیکھو ہم نے تم کو ایک دفعہ نہیں۔ کئی دفعہ سمجھایا۔ اور تم نہ سمجھے۔ اور سمجھ کر
ہمارے فرمودہ سے جو اپنے حسب مطلب تھا اُتنا کیا۔ باقی کو عمداً
برعکس۔ تاثیر ہم دیتے ہیں۔ ہم نے اُلٹا۔ جو حسب مطلب کیا تھا وہ
بھی اُلٹا۔ مگر وقت ہمارے اختیار میں ہے۔ ظہور دیا ہم نے اُسوقت
کہ تم نہ سمجھے یہ کیا ہوا اور کیوں ہوا۔ اور کدھر سے ہوا۔ اچھا اب ہم
اور طرح تمہارے کئے کی سزا دینگے۔ اور سمجھ لو کہ ضرور دینگے۔ یہ نہ ہو کہ تم

سے جو اشتباہ ہیں دھوئے جائیں۔ اے ہیر مند اے آتش روشن
آپ گواہ ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اور وعدہ کو عہد کا رتبہ دیتا
ہوں۔ اور عہد کو عہد الٰہی کر کے آپ کے سامنے فروزاں کرتا ہوں
میں اس پر ثابت قدم رہوں! ثابت قدم رہوں! ثابت قدم رہوں!
یہی ہے میری آرزو۔ یہی ہے میری آبرو۔ یہی ہے میری التجا۔
یہی ہے میری دعا +

ہیر مند سے آواز ہوئی۔ ہم ہیں تیری طرف تو ہو ہماری طرف
ہم ہونگے تیری ثابت قدمی کا زور۔ وزیر خوش ہوا۔ اور کہا۔ میں ہوں
آپ کی طرف! اُدھر سے آواز ہوئی۔ تو ہے ہماری طرف تو ہم
ہیں تیری طرف۔ ارجاسپ نے سر سے کلاہ اُتاری اور دونوں
ہاتھوں پر لے کر .... چُپ۔ حکم ہوا رکھ لو اسے سر پر۔ اس نے
ادب سے سر جھکایا اور کلاہ سر پر رکھ لی۔ ہم نے کہا۔ کلاہ ہم نے
رکھ دی تیرے سر پر۔ اب اسے خطرہ نہیں۔ وہ رویا اور کہا اے
یزدان پاک مجھے ہر دم خطر ہے۔ آپ اسے لے لیں! اور مجھے
دیں ایک پرانی نکھتر ٹوپی۔ وہی سر پر پہنوں گا۔ اور ہیر مند و نرش
گر کے آگے ادب سے زانو زدن کر کے تپاسگری کیا کروں گا۔
یہ ہوگا میرے واسطے نردبان یزدان پاک کے صعود و قربت کا +

ہم نے کہا ہو جا تو ایسا ہی۔ ہم ہونگے تیرے رسوخ کے لئے
دل مستقل۔ وہ خورسند ہوا خوزمی کا۔ اور ہمارے ایما سے بیٹے کو کلاہ

اسفندیار کی۔ اے یزدان پاک جو مجھ میں ہے تو جانتا ہے
میں نے اب تک جنبش برگ کے برابر بھی شاہزادہ کی طرف میں
حرکت نہیں کی۔ وہ شیراز میں۔ میں بختر آما[1] میں مگر کیا کروں کہ ان کے
دل سے خطور نہیں نکلتا۔ اب مجھ سے فرمایا کہ تو شیراز جا اور اُسے
لے آ۔ میں نے انکار کیا۔ فرمایا تو اُس کی طرفداری میں ہے۔ میں
نے سر زمین پر رکھ دیا۔ (یہ اُس عہد میں بارگاہ شہنشاہ میں منتہا ئے
سوگند تھی کسی امیر کے لئے جس پر جرم کا الزام عائد ہو) فرمایا۔ نفاق
کا سر اپنے بوجھ سے اُٹھ نہیں سکتا۔ ناچار میں آپ ہی اُٹھا۔ اور ہاتھ
جوڑ سر جھکا کر کھڑا ہوا جیسے ہند میں پوجا کر کے رخصت کے لئے
کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پر بھی رحم نہ ہوا۔ ناگوار رخصتہ چاہی۔ فرمایا
شیراز! میں چپ۔ فرمایا گھر جاؤ۔ میں گھر میں آیا۔ یہاں فرمائش
صدور میں آئی کہ اب شیراز کو یہیں سے دیکھو۔ میں چپ ہوں۔ کیا
کروں؟۔ اور کہوں تو کس سے کہواؤں؟ دشمن میرا کوئی نہیں۔ مگر مجال
نہیں کہ بولے کوئی۔ اگر سیستانیوں کو بلاؤں تو پھر ڈر ہی+

اے یزدان پاک! میں تیری طرف آیا۔ اے ہیر مندائے
آتش روشن میں آپ کی طرف سر تسلیم جھکاتا ہوں۔ مجھے کسی سے
غرض نہیں آپ کی طرف ہوں! آپ کی طرف ہوں! آپ ہی کی طرف
ہوں! اب مجھے دُنیا سے کچھ سروکار نہ ہو۔ اور شہنشاہ کو بھی میری طرف

[1] بختر اما ایک رونق انگیز شہر تھا طہران کے پاس ۱۲

میں ہیں اس وقت کہ لکھوا رہے ہیں !۔ اور کہتے ہیں۔ وہ کہ آج سے
۲۴۶۲ برس پہلے لکھوا چکے ہیں۔ دیکھو کیسا حرف بحرف درست
ہے۔ اور جو اس وقت عالم موجودات میں اجزاے مکونات
ہیں انہیں کیا ٹھیک وقت پر ظہور دیا ہے؟ پھر بھی تم ہمیں نہیں
مانتے ؟۔ اچھا ! نہ مانو! ہمارے بندوں کو اذیتہ کیوں دیتے ہو ؟
ہاں تم ایسے زور ! بھلا ! تم ! ایسے زور ! دیکھنا ! ہم کیسے زور
سے تمہیں توڑتے ہیں ! بھاگو گے ایسے کہ ہوش نہ ہونگے +
آج ہم نے ایک اور خرابی دیکھی ہے۔ دیکھ پروفسر آزاد
اس وقت کہ تو ہم سے ملتجی ہوا۔ ہم متوجہ ہوئے۔ دیکھو ہم نے کتنے ہزار
کتنے سو برس پہلے آگاہ کیا اور تم بجائے بندگی اور ازدیاد طاعۃ
کے تمرد اور سرکشی میں ڈبکیاں کھاتے چلے جاتے ہو۔ خراب ہوئے
اور خراب ہوگے۔ دیکھو! ہم نے تمہیں دکھایا! اور تم نے دیکھا اور پھر
نہیں مانتے ! یہی حال ہے تو اب ہم وقت کو کھینچتے ہیں اور تمہیں
معلوم ہو جائیگا کہ تم نے کیا چاہا تھا ؟ اور کیا کیا ؟۔ اور کیا ہوا ؟ فلسفہ
ہمارا اپنے وقت پر کبھی نہ چوکیگا۔ ہم دو ہزار چار سو۔ بیاسی برس پہلے
لکھ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور تمہیں جتا دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ دیتے ہیں کہ نہ
مانو گے۔ دیکھیں پھر بھی تمہیں ایمان آتا ہے یا نہیں کہ ہم ہیں !
اے اُمّتِ زرتشت تم ڈرو اس وقت سے کہ تمرد و عصیان
کو ظہور ہوگا۔ اور ہم اپنے غضب کی ضربتہ توپوں کی آواز سے بہت

دی۔ وہ اس کے گھرانے میں رہی اور بیٹا ہوا بزرگ خاندان۔ ارجاسپ
نے ادب سے سر جھکایا۔ اور قیام خاندان کا سپاس ادا کیا۔ ہم نے
منظور کیا۔ اُس نے عرض کیا۔ اے یزدان پاک یہ عہد نامہ اس
فرخنامہ کے اوّل میں ادب سے نذر چڑھاتا ہوں مقبول ہوں۔ ہم
نے کہا۔ قبول!

یہ دن ہے چہارشنبہ ۱۲ ماہ کتابرا

سال ۴۹۲ فریدوانی

نخست

کیوں ابراہیم زرتشت یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم آپ بولتے ہیں
تو سنتا ہے۔ جو کہتے ہیں وہ لکھتا ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ ہم دینگے
تجھے فلسفہ کو پورا کرتے ہیں بس یہی ہے ہماری قدرۃ۔ ہم اپنی قدرۃ
کی آپ قدرۃ کرتے ہیں اور ہم ہیں قدرۃ۔ قدرۃ ہماری یہی ہے کہ
ہم جب چاہیں اور جو چاہیں وہی کریں اور وہی ہو۔ ہم آپ خود کوئی
ہمیں عدم سے وجود میں نہیں لایا۔ خود آپ خود آپ سب نے کہا خدا۔
تو کہتا ہے یزدانِ پاک۔ تو کہتا ہے ایزد وہی ہم ہیں خدا۔ یہ ہے
ہماری قدرۃ۔ ایسے ہیں ہم قدرۃ۔ ہاں کہہ! قدرۃ! اور کہے جا! قدرۃ!
قدرۃ! قدرۃ!۔ جہاں تک ہو! وہم تصور خیال۔ دیکھ تو! کیا قدرۃ ہے؟
قدرۃ ہے۔ قدرۃ ہے۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم بڑے زور!

ہماری شان - دیکھ ابراہیم زرتشت وہ پروفسر آزاد بیٹھا لکھ رہا ہے - ہم دیکھ رہے ہیں - ہماری قدرت اپنے فلسفہ کے وقت کو دیکھ رہی ہے جب وہ آئیگا ہو جائیگا - اور ہم چاہیں تو وقت سے پہلے بھی اُٹھا کر دے ماریں - اور کہیں یہ فلسفہ ہمارا سب حیران - اور کہیں آئی قیامت - بس ہی +

عقل - یہ عقل عقل جزئی ہے - یہ ہم ہر شخص کو دیتے ہیں - وہ اس سے اپنے کاروبار کو سوچتا ہے اور سمجھتا ہے - اور بھلے اور بُرے کو اور اُس کے انجام کو - اور غلطی اور صحت اور اُس کی صوابدید کو جانتا ہے یہ عقل ہم یونان کو دینگے - وہ اس کو چار درجے اونچا کرینگے - ہم کہینگے یہ تو بارہ درجے ہیں - وہ نہ مانینگے - اور اُسی میں خوشی خوشی جو چاہینگے پڑھتے پھرینگے - ہم کہینگے نہ کر ایسا اور دیکھو افلاطون الٰہی کو - وہ لیتا ہے ہم سے - وہ نہیں لیتا ہے کسی سے - اُس نے ہم سے پڑھا ہے - اور ہم نے اُسے دیا ہے - وہ تعقل کرتا ہے ہم سے لے کر - اسی واسطے جو کچھ کہتا ہے اُس میں غلطی کا شبہہ نہیں - دیکھ اے پروفسر آزاد ہم بھی - ہم تجھے وہی دیتے ہیں جس میں غلطی کا شبہہ نہیں تو دیکھ عقل کے چار درجے اُنھوں نے کیونکر کئے +

اوّل عقل ہیولانی - یہ عالم طفولیت سے انسان کے ساتھ ہوتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے - اس کے ساتھ - یہاں تک کہ دوسرے درجے میں پہنچ جاتا ہے - اور ایک اور ظہور ہوتا ہے - اب یہ کہیں - گئے کر یا اللہ

زیادہ اور دم شمشیر سے سوا تیز چلائینگے +

اب ہم وہ مضمون تمہیں دیتے ہیں جو ہمارے فلسفہ سے متعلق ہے وہ فقط بیان نہیں۔ علمی الفاظ اور اُن کی توضیح ہے دیکھو!

عقل کُل۔ عقل کیا شے ہے؟۔ پہلا جواب یہی ہے کہ عقل عقل کُل ہے۔ ہم نے سپاک میں دس عقلیں بیان کی ہیں۔ وہ ہیں کہ ہم لکھتے ہیں۔ ان میں عقل اوّل کو عقل کُل نہ کہو۔ یہ اپنے عاشور پر حاوی ہے۔ درست۔ عقل کُل حقیقة میں کل عقول عشرہ کو جامع ہوکر جو ایک قوة ہو۔ وہ عقل کُل ہے۔ اس کے لئے عربی میں لفظ نہیں۔ ہم ایران کو ہتّیا وِہا دیتے ہیں۔ یہ ہے عقل کُل۔ یہ ہے ۱۰ عقلوں کی جامع ہوکر ایک۔ سب سے اوپر بجائے خود ایک ہیں ایک جہتہ یزدان پاک کی جانو۔ اس میں یزدان پاک ہم کہ خلق عالم اور اُس کے نظام پر اس جہتہ میں متوجہ ہیں۔ تم اس میں ہیں۔ اور یہ ہم میں ہم کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ہو ہو ہو ہو ہو ہو۔ بس یہی وہاں جاری ہے +

حدوث اور امکان کے وجود اور عدم ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں ہوئے اور مٹے۔ ہوئے اور مٹے۔ ہوئے اور مٹے۔ ہوئے جاتے ہیں۔ فلسفہ ہمارا ہوئے جاتا ہے۔ ہم! سب پر نگاہ اپنے کبریا و جبروت میں یہ ہے ہماری عظمۃ۔ یہ ہے ہماری قدرۃ یہ ہے

ہے۔ اب ہم دیتے ہیں ۱۲ عقلیں کا بیان ۱۲ ناموں میں
اور وہ یہ ہیں +

دِراپا۔ یہ وہ عقل ہے جس سے ہم آپ کو خوب و زشت۔ یا آرام و اذیت یا سود و زیاں میں دیکھ کر راہِ سلامتی نکالتے ہیں۔ اور یہ بڑی مشکل ہے کہ بندہ کو ان سے تعلق ہو۔ پہلے ہم میں ہو۔ پھر ان میں ہو۔ بس یہی + بالمطل

ہرمانا۔ یہ عقل بہت زور میں ہو اگر ہو بندہ ہماری طرف۔ اس سے جب کوئی بڑی مشکل پیش آتی ہے تو تدبیر کی راہ نکل آتی ہے۔ بس +

سرکا۔ یہ عقل زورمند ہے مگر دیکھتی رہتی ہے ہماری طرف۔ جو ہم کہیں اُس تدبیر کو تجویز میں لائے۔ نہیں تو یہ چپ بس

سنہ وِراپا۔ یہ عقل انسان کے دنیاوی کاموں میں بہت کارآمد ہے اور ہر شخص اس سے سود و زیاں کی مصلحت پوچھتا ہے۔ یہ اُس سے حال پوچھتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ نفع ہے یہ نقصان ہے۔ دیکھ لو۔ یہ کم ہے۔ یہ زیادہ ہے۔ بڑھ نہ کرو۔

شرما۔ یہ عقل ہم نے ہر کسی کو نہیں دی۔ اگر دیتے تو سب آپس میں لوٹ کھسوٹ کر آپے سے باہر ہو جاتے۔ ہم ہیں اُس کے دینے میں غور کرنے والے کہ اس کے انجام میں کیا ہوگا +

یہ دوسرا کہاں سے پیدا ہوگیا؟ ہم کہیں گے ہماری قدرۃ! عقل ہیولانی رہتی ہے اور اُس کی انسانیتہ میں ایک اَور ظہور ہوتا ہے۔ یہی ہے عقل بالملکہ

عقل بالملکہ کو ہم نے ایک اَور قوۃ دی ہے۔ یہ ظہور معلومات تصوری و تصدیقی سے مجہولات کا علم حاصل کرتا ہے۔ اگر ہم میں ہے تو درست۔ نہیں تو نادرست +

عقل بالفعل۔ یہ تیسرا ظہور عقل انسانی کا ہے۔ قضایائے اولیۃ اور حدسیۃ سے قضایائے نظری کا علم ہم پہنچاتا ہے۔ اور نہیں دیکھتا کہ کیا ہے۔ جب تک ہم نہ دکھائیں۔ مشائین نے اشراقیین سے جدا ہو کر یہی خرابی پائی +

عقل مستفاد۔ یہ چوتھا ظہور عقل انسانی کا ہے۔ نہیں ہوتا ہے۔ جب تک نہ ہو ہماری طرف۔ ہم اُسی کو دیتے ہیں جس کو دیکھتے ہیں کہ ہے جوہر قابل اس کا ہماری برکت میں۔ اور اس نے خوش ہو کر اپنے کام کو ہمارا فرض جانا۔ یہ فیضان خاص ہمارا ہے جس کو ہو۔ ہو۔

اب ہم اس عقل جزئی کو ۱۲ شاخوں میں بارور کر کے دکھاتے ہیں۔ عرب میں ان کے لئے نام نہیں ہم وہی نام لکھ دیتے ہیں جو ہم نے دئے۔ تیری اور تیرے اہل عقیدہ کی زبان میں۔ اسے ژند اور بعضے پاژند اور بعضے پہلوی کہینگے اور حقیقۃ میں یہ وہی سنسکرت

سداوا۔ ہم علم کو کتاب میں دیتے ہیں اور کتاب سے عملا کو دیتے ہیں۔ وہ اپنی عقل جزئی سے لیتے ہیں۔ ہم میں ہو کر لیں تو یہ عقل ہو۔ بڑی مشکل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کیونکر ہم میں ہو؟ اور پھر کتاب میں ہو! یہ ہماری رحمۃ سے ہوتا ہے اور جب ہو جاتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندہ کے ادراک کا کام نہیں۔ پھر مدتوں کے بعد کھلتا ہے کہ اُس وقت رحمۃ الٰہیۃ میں تھا اور اب اُدھر نہیں۔ اِدھر ہوں۔ اے ابراہیم زرتشت بندہ کے صعود کے لئے مدارج ہیں بندگی میں +

ماتہا۔ یہ عقل ہے کہ ہم دیتے ہیں جب دیتے ہیں۔ اور اگر نہ دیں تو جیسے اَور ہیں ویسا ہی وہ۔ یہ عقل وہ ہے جس سے بندہ راہ نکالتا ہے ہماری طرف اور ہم لیتے ہیں اُسے۔ ان رستوں کے لئے قاعدہ نہیں۔ ہر شخص کے لئے نیا راستہ ہوتا ہے۔ ہر شخص کی ذاتیت اور اُسکے شوق پر ہے +

سِنماہا۔ یہ عقل بڑے زوروں سے رُکتی ہے۔ نہ روکیں تو خدا جانے کیا ہو! یہ ہر شخص میں ہوتی ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ مجھ میں کیا ہے؟ ہم اسے ہوس کہیں اگر تدبیر ساتھ نہ ہو۔ اور تجسس سمجھیں اگر دور اندیشی اس میں نہ ہو۔ مگر ہوتی ہے۔ اور وہ ہم دیتے ہیں۔ اس لئے گذارہ ہو جاتا ہے

گرآما۔ یہ بھی ہم نے اپنی ہی طرف رکھی۔ نفع کے مدارج اس سے روشن ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک کام کو کرتے کرتے کچھ ایسا سمجھ میں آجاتا ہے کہ انسان اُس کام کو چھوڑ دیتا ہے۔ یا اُس میں وہ بات نکالتا ہے کہ جو ہرج ہو رہے تھے وہ رفع نہیں ہوتے مگر ہٹتے جاتے ہیں +

جاونا۔ یہ عقل ہم نے خاص اپنے واسطے رکھی ہے۔ اس سے ہم اور کام نہیں لیتے جو کام ہمارے ہیں وہ اسی عقل سے ہوتے ہیں۔ یہ ہر کام کو دنیا سے دین کی طرف لے جاتی ہے اور دین کے رستہ سے دنیا کا کام کرتی ہے

ہاویا۔ ہم جب عقل انسانی کو کہتے ہیں کہ یہ ہے۔ اور یہ ہے تو وہ ایک کو دوسرے سے امتیاز کرتی ہے۔ یہ ہے عقل تمیز۔ یہ حیوانوں میں بھی ہے۔ اور زیادہ ہے انسان سے۔ وہ حواس خمسہ سے امتیاز کرتا ہے۔ اور حواس باطنہ سے۔ حیوان ہم سے لیتا ہے +

تمے وہا۔ یہ عقل ہم میں ہو کر تم میں آتی ہے۔ ہم عقل۔ تم ہم میں ہو کر ہو! تو یہ ہوا۔ یہ ہر شخص میں نہیں ہوتی۔ جو یہاں سے جو ھر لے اُدھر ولادۃ پاتا ہے وہی لے تو ہم سے لے۔ ہزاروں برس میں کوئی ہو تو ہو +

ہماری۔ کل عالموں پر۔ ادراک اور تعقل اور ایجاد ہو کر ایسے
چھائے ہیں کہ ہیں واجب الوجود اُن کے۔ یہ ہے عقل کلّی +
اُس کے نیچے ایک اور پرتوہ ہے۔ وہ اُنہوں نے ایجاد
عالم اور خلق عالم میں رکھا ہے۔ ہُم ہیں۔ ہَم ہیں۔ ہم ہیں اُس ہیں
یہ ہے عقل کل[1]۔

عقل اوّل عقلیہوا۔ اس کے نیچے ایک پرتوہ اور ہے۔
وہ عقل کل کے تحت میں ہو کر وہی عمل درآمد کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا
کہ کیوں کرتا ہے مگر تعمیل حکم۔ اور تعمیل اثر۔ یہی ہے عقل اوّل +
(آپتیہ میں عقل کل کے تحت میں)

عقل دوم عقلیدوا اس کے نیچے ایک پرتوہ اور ہے۔
وہ بڑی خوشی سے اُٹھا اور کہا۔ مجھے حکم ہو کہ کروں۔ ہم نے کہا۔ سوچو
تم کروگے۔ توڑنے والے ہونگے۔ کیا ہو سکیگا۔ ہم تھے اُس میں
سمجھ میں آگیا۔ التجا کی۔ اے یزدان پاک وہ کروں کہ آپ میں
ہو کر ہو۔ ہم نے کہا۔ یوں ہوگا تو ہوگا۔ سب سکوت۔ ہَم ہَم ہَم۔ یہ
ہے عقل دوام +

عقل سوم عقلینوا۔ اس کے بعد ایک پرتوہ اور ہے۔ وہ بڑے
زور سے اُٹھا اور کہا۔ مجھے حکم ہو کہ جو کچھ ہو کروں۔ ہم نے کہا۔ نہ کرسکوگے
اسباب کہاں؟ سامان کہاں؟ سوچو!۔ وہ سکوت۔ ہم نے کہا۔
بس یہی۔ ہم کریں تم کرو۔ ہَم ہَم ہَم۔ تم رہو ہمارے منتظر۔ جب کروگے!

---

[1] نانک میں اُسے عقل مانا فرمایا +

اگر ہم اپنی قدرۃ اُٹھالیں تو خدا جانے یہ کیا ہو جائیں! اہم انہیں بندہ رکھتے ہیں۔ ورنہ یہ ہو جائیں شیطان مرید!

یہ عقل جزئی انسان میں ہے۔ اور بارہ فرعیں بھی ہیں۔ یہی اوپر ہیں۔ اور پھر ایک۔ جس طرح ایک انسان میں ہیں۔ اور ان سے اوپر انہی سے ایک عقل بسیط ہو کر اپنے اپنے پر وکل کی طرف متوجہ ہے۔ اس عقل کو عقلوا ہا کہا۔ عقلوایا ہر ایک کا اس کے سر پر ہے۔ وہ اسے عقل دیتا ہے اور ہر طرح کی عقل اس میں ہے۔ یہ ہے حکم میں ہمارے۔ اور نہیں دیتی یہ ایسی تدبیر جو ہماری مشیتہ کے خلاف ہو۔ یہ ہے ہماری حکمتہ۔ یہی ہو جاتا ہے ہمارا فلسفہ۔ دیکھ اے ابراہیم زرتشت ہم نے فلسفہ کا نام لے کر سب کو گھبرا دیا۔ یہ حیرۃ میں ہیں کہ دیکھئے کہاں سزا ملے؟ اور ملے تو کیا ملے؟۔ ہم کہتے ہیں سزا یہیں ہے۔ وہاں کی سزا بھی یہیں آکر ہوتی ہے اور ٹھیک وقت پر ہوتی ہے +

دوسرا اِتّصال عقلِ انسانی

ہم نے ابتک عقل انسانی کا بیان کیا۔ اب ہم اُن عقلوں کا بیان کرتے ہیں جو اوپر ہیں اور اُن کا پرتوہ اس عالم میں اتر رہا ہے۔ ان میں سب سے پہلے عقل[۱] ہے اور وہ ہم میں ایک جہتہ

[۱] نانک میں آسے عقلم فرمایا ہے +

ہم نے کہا ہاں یہ ہو تو ہو۔ سب دس نفس سکوت ہم نے
کہا ہم میں ہو۔ سب نے کہا یوں ہی ہو تو ہو۔ ہم نے کہا ہو جا سب
نے کہا ہو جا وہ سب میں ہو کر بولی میں۔ آپ ہم نے کہا ہم میں
ہو کر ہو گی تو ہو گی۔ نہو۔ نہو۔ وہ بولی ایسا ہو کہ میں ہی کروں۔ ہم
نے کہا یہ ہو مگر ہم میں ہو کر ہو۔ اُن نے کہا یہ تو ہو ہم نے کہا خوب
سوچو تم ہو نہ ہو زمیں۔ وہ بولی آپ اس زور کو دبائیں۔ ہم نے کہا
ہم نے کیا ہے۔ اُس نے کہا یہ ہے تو میں ہوں ایک آدا آپ
ہیں۔ ہم نے کہا یہ ہے تو ہو پر دیکھنا ہماری مرضی سے سرمو فرق
نہ ہو۔ سب نے کہا آپ ہوں تو کیوں ہو؟۔ اس نے کہا
تسلیم! سب خوش ہوئے۔ اہرمن حاضر اُس نے کہا میں بھی
تو ہوں! ہم نے کہا تو ہو ہم ہیں! سب ہیں! دیکھیں تو کیا ہو؟
اہرمن چپ!۔ ہم نے کہا اچھا بیٹھو! ابھی تو دن بھی نہ ہوا سب
سکوت کر دیکھئے اب کیا ہو؟ وہ فرو ہو گیا سب سکوت ہم نے
کہا بس یوں ہو! اور نہو تو نہو تین دن یہی گفتگو رہی آخر بولنے
والے سوچنے والے ہو گئے۔ دس دن کی گفتگو کے بعد .. یہی
قرار پایا کہ آپ ہوں ہم میں ہم نے کہا بس تو پھر تم کیوں؟ ہم یوں کہ
ہو تم ایسے ہی۔ مگر ہم میں ہو کر رہو۔ اُس نے کہا تسلیم کرتی ہوں۔
ہم نے کہا ہو۔ بس یہی ہوا +

عقل ششم عقل آ۔ اس کے پیچھے ایک اور پر تو وہ تھا و۔

آپ کروگے ہو نہو ہو نہو ہو نہو۔ سب سکوت ہمّ ہمّ ہمّ ہمّ۔ سب چپ ہمّ ہمّ ہمّ ہمّ۔ دیکھ اے ابراہیم زرتشت ہم اتنے زور سے دباتے ہیں جب یہ ہیں اپنی اُس حالت پر جو ہم نے دی ہے۔ اگر ہم اُٹھالیں اپنی قدرۃ تو دیکھے تو کہ کیا؟ یہ ہے عقل سوم +

عقل چہارم عقلیسوا۔ اس کے نیچے ایک پرتوہ اور۔ وہ بڑی خوشی سے اُٹھا اور کہا میں خوب ہونگا اور خوب کرونگا۔ ہم نے کہا خوبی ہمّ تم جب تک ہم میں ہو خوبی! ہم سے الگ ہو۔ دس نفس سکوت رہا۔ نہ وہ چپ۔ سب۔ سکوت ہمّ ہمّ ہمّ۔ سب ہیں مگر سکوت ہم نے کہا کیوں؟ اُس نے کہا خوبی ہم نے کہا خوبی نہیں خوبی جب ہو کہ ہم میں ہو! سب! خوش ہوکر بولے خوبی وہی کہ ہو یزدان پاک میں۔ ہم نے کہا یوں ہو تو ہو نہو کبھی نہو اُس نے کہا ہوں! ہمّ میں ہوکر ہم نے کہا۔ ہم بھی ہم بھی ہم بھی سب! خوش ہوگئے یہ ہوئی عقل چہارم +

عقل پنجم عقلیجوا۔ اُس کے نیچے ایک اور پرتوہ ہے۔ وہ بھی اُٹھا اور بہت خوش اُٹھا۔ اُس نے کہا وہ کرونگا وہ کرونگا جو مجھ ہی سے ہوسکیگا۔ ہم نے کہا یہ ہو تو بڑی بات ہے۔ مگر وہ تو نہیں اس نے کہا یہی ہو۔ ہم نے کہا ہم ہوں تو ہو۔ اُس نے کہا میں ہوں آپ۔ ہم نے کہا یہ نہ ہوگا اور ہوگا تو کام خراب ہوا ہم کچھ اور تم کچھ اور۔ اُس نے کہا یہ نہ ہو۔ ہم نے کہا تم۔ اُس نے کہا میں۔ آپ

ہے کہ بہائے لئے جاتا ہے ؟ ہم نے کہا حُدُوث ! سب ڈرے۔ ہم نے کہا کیوں ڈرتے ہو ؟ حکم ہوا کہدو ! ہم ہیں سنبھالنے والے ! جب ہم نے یہ کہا وہ سب سنبھلے۔ اور ہوئے ہماری طرف ہم نے کہا بس یہی ہوگا +

عقل ہشتم۔ عقلینیا۔ جبکہ عقل ہفتم نے حسن و جمال دکھایا تو ہم خوش ہوئے ہشتم کو کہا۔ تم سکوت ؟ اُس نے کہا تم ؟ ہم نے کہا تم ہو حکم میں تم ہو ؟ وہ خوش ہوئی اور سپاس کیا۔ ہمنے اُسے مقبول کیا۔ اُس کی حالت اور ہمارے حسن قبول پہ سب خوش ہوئے اور کہا اے یزدان پاک تو جسے مقبول کرے خوشحال اُس کا۔ تو ہمیں لے حکم میں اور عطا کر حسن قبول۔ ہم نے جب ہر طرف سے یہ آوازیں سنیں تو پسند ہوئیں اور کہا حکم میں ہو حکم میں ہو حکم میں ہو سب نے فروتنی کی اور ادب سے جھکے ہمیں یہ بھی پسند۔ حکم ہوا عقل ہشتم سے سیکھو حکم میں ہونا سب جھکے تسلیم تسلیم تسلیم +

عقل نہم۔ عقلیمیا۔ عقل ہشتم پر رب کی نگاہ ہوئی۔ اُسکے نیچے ایک پرتوہ آیا اور بڑے تحمل سے عرض کی حاضر ہوں ! ہم نے کہا لیا ہم نے تجھ کو۔ ہو تو ہم میں۔ وہی ! کہ حاضر ہوں ! ہم نے کہا حضوری کام نہ کر سکیگی۔ ہم میں ہو ! وہی پھر کہ حاضر ہوں ! ہم نے کہا خدمت کیونکر ہو سکے ؟۔ جواب ہوا کہ حکم ! ہم نے کہا ہم میں ہو کہ

بولا میں ہوں اور ایسا ہوں کہ توڑونگا! - میں جس کو چاہونگا توڑونگا!
ہم نے کہا ہم میں ہو کر! وہ بولا یوں ہی! ہم نے کہا اس طرح ہوگا
تو ہوگا سب نے کہا یہی درست - اس نے کہا بڑے بڑے بلا!
ہم نے کہا وہ ہم سے توڑیں تم سے نہیں - اس نے اپنی حالت دکھائی
اور کہا میں توڑونگا تو ضرور! ہم نے کہا ہم میں ہو کر ہوگا تو ہوگا -
تم کیا ہو؟ سب سکوت - وہ پھر اٹھا اور کہا میں توڑ تو دونگا ایک
دفعہ ہم نے کہا دیکھو پھر وہی - پھر کہتے ہیں کہ ہم میں ہو کر - وہ فرد
فرد فرد بس یہ ہوئی عقل ششم +

عقل ہفتم عقل یکتا - اس سے پرتو ہوا کہ سب کو حیرۃ
ہوئی - وہ اپنے حسن و جمال میں خوش - اسے دیکھ کر سب خوش
ہوئے - ہم بھی خوش ہوئے - ہم نے کہا ہم میں آ! کہ قیام ہو
اور قیام کو دوام ہو - وہ خوش ہوا اور کہا آگہی تجھ میں ہو کر! ہم نے
کہا ہم ہونگے تجھ میں تو ہو ہم میں وہ سکو - اور تم میں - ہم نے دیکھا
وہ بہت خوب تب ہم نے کہا اچھا - ہو گئے تم ہم میں! ہوا - وہ
ہم میں ہوا - عالم محسوسات میں ہو تو پانی نیچے - وہ بہا - یہ بہا -
آئے ہے بہہ گیا - آہ ہو بہہ گیا؟ کہیں یہ بہہ گیا؟ او ہو وہ؟ غرض
یہی حال - ہم نے کہا دیکھا محسوسات میں؟ یہ حال ہے یہاں!
سب! ۔۔ نفس سکوت اور بولے اسے یزدان پاک حسن
و جمال ہمارا آپ کی طرف - یہاں نیچے سے نکلے جاتے ہیں - کوئی

الہی! اب کیونکر؟ ہم نے کہا سب کاروبار دنیا کے کرو۔ اور ہم میں ہو کر کرو۔ یہ ہے! سب نے کہا یہ تو بڑی بات نہیں۔ ہم نے کہا یہی تو ہے!۔ تم ہم میں ہو تو معلوم ہو۔ دیکھو وہ پروفسر آزاد ایک بندہ ہمارا ہے۔ وہ کیسے شوق سے ہماری طرف ہو گیا ہے مگر دنیا کے کاروبار میں ایسا تباہ ہوا ہے کہ ہم جانتے ہیں!۔ اور یہ کہنا ہمارا بڑی بات ہے! ہم سمجھینگے ایک ایک سے۔ اور سمجھا دینگے کہ بدی کرکے یہ ہوتا ہے۔ اس عقل کا نام فنا ہے۔ بڑے غصہ سے اُٹھی اور کہا اچھا ہم بھی تو دیکھیں گے۔ کیا ہمیشہ جیتے رہو گے؟ کیا بعد اس کے ہماری طرف نہ آؤ گے؟ سب چُپ! ہم نے کہا کچھ نہیں کہتے؟ آواز ہوئی۔ پروا نہیں کرتے! ہم نے کہا یہ کیا؟ کچھ نہیں۔ ہیں یہ کیوں؟ جواب نہ ہوا۔ ہم نے کہا ان کو سزا ہم دینگے اس پر تو وہ پر ہم نے اپنا پرتو وہ دیا اور کہا ہم آپ کرینگے اور ایسا کرینگے کہ ان کا کچھ بھی نہ رہیگا۔ کُل عالم در عالم اور عالم در عالم اور عالم در عالم سے آواز ہوئی یزدان پاک سزا نہ ہوئی! ہم نے کہا اَور طرح دیں گے۔ اور اَور طرح دینگے اَور پھر اور طرح دینگے۔ تو دیکھ رہا ہے اے ابراہیم زرتشت کس محنت اور محبت سے پروفسر آزاد ہماری طرف حاضر ہوتا ہے۔ اور ہماری چار ہزار برس کی دی ہوئی ایک سو بائیس کتابیں ۱۲۲ ۴۰۰۰ ان میں سے ایک بھی نہیں پہنچنے دی۔ وہ ہمارے توکل پر حکم کی تعمیل کر رہا ہے۔ اُس کا آسرا بھروسا جو کچھ ہے ہم ہیں۔ وہ سبے اور

حکم میں ہو اور حکم تیرا جو ہو وہ چلے۔ وہ خوش ہوا۔ خوش ہوئے سب +
عقل وہم عقلیفشا۔ اس کے نیچے ایک اور پرتو اٹھا مگر
بڑی بہتات کے ساتھ۔ ہم حیرۃ کہ یہ کیوں؟ اس میں ہزار در ہزار
اور لاکھ در لاکھ اور کرور در کرور۔ آباء اور اُمہات اور موالید اور علۃ و
معلول۔ اور سبب و مُسبّب شور و شر کر رہے تھے۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟
جواب ہوا تم اور ہم! ہم! بے شمار!!! اُر مُر مُسر تُسر تُچ۔ ہم نے
کہا یہ کیا؟۔ کہا عالمِ حدوث۔ ہیں؟ ایسے؟ یوں؟ یہ کیوں؟
پھر وہی! کہ حدوث! ہم سے کیوں نہیں ہوتے؟ جواب ہوا
کہ علم نہیں۔ ہم نے کہا ہمیں جانتے نہیں؟ جانتے تو ہیں! پھر یہ کیا
بولے کہ یقین نہیں۔ ہم نے کہا یقین؟ بس؟۔ آواز ہوئی۔ دین
دیانتہ نہیں۔ ہم نے کہا تینوں باتیں ایک دوسرے میں دست و
گریبان ہیں۔ ایک گئی دو باقی کی خود بخود جاتی رہتی ہیں۔ پھر ہم نے
کہا ہو جاؤ ہم میں۔ ہوگے حدوث سے قدم میں۔ سب چپ
چاپ ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا ہو جاؤ ہماری طرف۔ ہو جاؤ گے
ایسے کہ کوئی نہ پوچھیگا کہ کہاں تھے؟ اور کیوں تھے؟ سب نے سُنا
اور کہا یا اللہ ہوں قدم میں! ہم نے دور سے دیکھا اور کہا۔ یہ اتنے
ہیں اور کوئی بھی ان میں سے ہمیں نہیں مانتا ہے۔ وہ سب شرمندہ
ہم۔ نے کہا ان سب کو کہہ دو۔ سب کو حکم پہنچ گیا۔ ہم نے کہا اب کیا؟
سب بولے بس اب وہی! ہم نے کہا۔ یہ نہیں۔ آوازیں ہوئیں۔

نگاہ ہے۔ اُسی پر ذرّہ تا خورشید کام ہو رہے ہیں۔ عقول تو ہو گئیں
اب نفوس ہوتے ہیں +

تیسرا اتصال۔ نفس

نفس ہر شے میں ہے۔ شے کی ہستی اُس کا نفس ہے۔ تم جب اپنے
تئیں دیکھتے ہو اور سوچ کر کہتے ہو کہ ہوں "وہی تمہارا نفس ہے۔
نفس وجود ہے شے کا +

ہم اپنے عالم میں۔ اور عالم در عالم ہم میں۔ ہم ہیں۔ ہمارے
علم میں۔ ہم میں شوق ظہور نے شہود۔ آواز ہوئی ہوں۔ یہ تھا
نفسِ کُلّی +

ظہور ہوا۔ عالمِ کُلّی ہوا۔ عالم کُلّی عالم نفوس کا۔ عالم کُلّی عالم
عقول کا اور اس طرح ہزاروں عالم ہیں۔ اُنہیں ہم ہی جانتے ہیں۔
یہ کیفیتہ نفس کُلّی کی نفس ہے تو ہر شے میں۔ مگر انسان میں جو نفس
ہے یہ عجیب آفرینش قدرتِ خدا کی ہے۔ یہ ایک جہتہ میں وہی نفس
ہے جو ہر شے میں ہے۔ اور دوسری جہتہ میں قوۃ ہے کہ صعود کرے
طرف اُس نفس کے جو کہ عالم علم اور عالم عقل اور اور عالموں کی
طرف جو عالم قدس میں ہیں۔ یہ ہے نفس ناطقہ اور اُدھر ہے
نفس ناطقہ الٰہیّہ۔ نفس ناطقہ ہمارا ہم میں ہے۔ اور یہ ہے تو پذیر
ہے ہمارے نفس ناطقہ سے جو الٰہیّتہ میں ہے۔ یہ پر تو ہ اُدھر

عالم کا ظلم اُس پر۔ ہم اس ظلم کو ہٹائینگے! اور اس زور سے ہٹائینگے کہ سب حیرۃ کرینگے!۔

اے ہمارے آسرے پر ہمارا کام کرنے والو! اے ہمارے بھروسے پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنے والو! تم گھبراؤ! اور بہت گھبراؤ! تم ہمیں پکارو! اور بہت پکارو! ہم وہ کریں گے جو آج تک نہ ہوا ہوگا!۔ یہ ہم بولے ہیں عقل دہم میں!۔ ہم ہیں! اور ہیں! اور ہیں! اور ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم اپنے فلسفہ کو پورا کرینگے! اور کرینگے! اور کرینگے! اور نہ چھوڑیں گے اس میں سے ایک نقطہ گمس برابر بدی جو تم نے کی ہمارے کسی بندہ کے ساتھ!۔ وہ بچہ ہو یا بوڑھا مرد ہو یا عورۃ۔ ہم نے بار بار کہا اور جتا جتا کر کہا نہ ہوسکیگا۔ کہ کہو ہم نے نہیں سنا! سنا ہے! ہم خوب جانتے ہیں کہ سنا ہے! تم تم پر کوئی حجۃ نہیں پکڑ سکتے۔ اب بھی ہشیار ہو جاؤ تو ہوسکتے ہو! ہو؟ کیوں؟۔ بولو!۔ ارے تم سوتے ہو؟ ارے تم نے کچھ پیا ہے؟ ارے تم جیتے ہو کہ مر گئے ہو؟ جاؤ جہنم کو۔ یہ ہے عقل دہم۔ ان سب عقلوں کے اوپر ایک عقل۔ وہ ان سب کے زوروں کو لئے ہوئے ہے اُسے ہم ہتیاوہا کہتے ہیں وہ ہماری طرف منہمک ہے۔ ہم ہیں اپنے عالم جبروت عالم کبریا ہو میں بے نیاز۔ یہ ہونا چاہئے! یہ ہو! یہی ہوتا ہے! عالم عقول عالم نفوس عالم ارواح ہجدۃ ہزار عالم ایک بات ہے۔ ہزار در ہزار عالم پر ہماری

مجھے کیونکر معلوم ہو ؟ ہاں تو ہو ہم میں ہم ہوں تجھ میں۔ اے
یزدان پاک یہ تو مشکل ! اے ابراہیم زرتشت یہ مشکل ہے
مگر اس وقت ! اور جب تو ہو ہم میں تو آسان ہوا۔ اے یزدان
پاک میں ہوں جیسیمیا یہ کیونکر ہو ؟ - اے ابراہیم زرتشت
تو ہر وقت اس حالت میں نہیں ہو سکتا - پروفسر آزاکو ہر وقت
ہے۔ اے یزدان پاک میں ہر وقت کیونکر ہوں ؟ ہو نہیں سکتا
کہ جیسیمیا ہو جو ہر بسیط جب تک عالم محسوسات میں ہوں - یہ
حالت نہیں ہو سکتی اے ابراہیم زرتشت ہے تو ایسا ہی۔ یہ کیفیت
جو تجھے اس وقت حاصل ہے دشواریاں اُٹھا کر تجھے حاصل ہوئی
ہے۔ اے یزدان پاک کیونکر جانوں کہ جو ادھر کی باتیں ہیں
ادھر کیونکر ہو رہی ہیں ؟ - بس یہی سمجھ لو کہ اسی طرح - جو ہم نے کھول
دی کھل گئی اے یزدان پاک کیونکر جانوں کہ جو ادھر کی
باتیں ہیں ادھر کیونکر ہو رہی ہیں ؟ - بس یہی سمجھ لو کہ اسی طرح - جو ہم
نے کھول دی کھل گئی اے یزدان پاک اس سے زیادہ
نہیں ؟ نہیں - یہی ہے ہماری مشیئتہ - بس نفس ناطقہ کو ہم نے لیا
جب یہ بات ہوئی ہے - وہ اگر چاہتا تو ہوتا مگر اور طرح اے یزدان
پاک اور طرح کیا - اور طرح یہ کہ وہ نفس ناطقہ سے پوچھتا وہ کہتا جتنا
اُسے معلوم تھا - اس کا علم اور ہمارا اور - ہو سکتا کہ وہ ہم سے لیتا او
بتاتا مگر یہ بھی اور بات تھی +

سے ہے مگر نہیں ہوسکتا جب تک کہ ادھر کا نفس ناطقہ اُدھر صعود نہ کرے۔ یہ صعود اور اُدھر کا پرتو وہ متفق ہوں تو ہم فیضان الٰہی میں ہوکر وہ کچھ معلوم کریں جس کو اب ہم ناممکن سمجھے ہیں۔ اور جو ہوتی ہیں اس پر خیرہ کرتے ہیں اے یزدانِ پاک کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ میں ابراہیم زرتشت تجھ سے باتیں کرتا ہوں اور پوچھ پوچھ کر لکھتا ہوں مسائل الٰہیہ کو جو سلف سے آج تک سرِ الٰہی سمجھے جاتے تھے۔ اور اُن باتوں کی خبر بہ تفصیل دے رہا ہوں جو آج سے دو ہزار اور تین ہزار برس بعد ظہور کرینگی۔ یہ اسی نفس ناطقہ کی ریاضتہ۔ اور ریاضتہ کی برکت ہے۔ ہم یہاں کی باتوں میں برکتہ مانگتے ہیں۔ وہاں کی باتوں میں مانگیں تو اور ہی بات ہو۔ اے ابراہیم زرتشت یہ باتیں اور وہ باتیں بہت دور نہیں تو اگر چاہے تو ہم دیں تجھے۔ وہ بات کہ جو تجھے نہیں معلوم۔ وہ بات کہ جو تیرے فہم سے بالاتر ہے۔ وہ بات کہ سمجھ میں بھی آئے اور بیان میں نہ آئے۔ وہ بات کہ ہم ہیں اور تو ہے اور کوئی درمیان میں نہیں وہ بات یہ کہ ایک دن تو ہو گا اور پروفسر آزاد۔ اور دنیا تمام الٰہیئنہ کی منکر۔ تو کہیگا۔ میری کتاب۔ اے ہلا ولاہا لہوا لہا الا لاہا میں کیونکر رواج دوں؟۔ وہ کہے یہ ہوا یہ گئے وہ ہوا! وہ یہ! یہ وہ!۔ پھر میں کیا کروں؟ ہم کہیں ہم دیں گے اچھی ترکیب! اے ابراہیم زرتشت تب تو مجھے کہیگا اے یزدان پاک

اور گھر والوں اور باہر والوں کو پہچانے۔ اور کہے
کہ یہ نہیں میرا۔ مگر ہر چیز کو کہے کہ یہ ہے میری۔
جب یہ ہو اور جب تک یہ ہو۔ وہ ہوے آمیں
ہے۔ بس +

۳۔ یَا و یا۔ وہ نفس انسانی ہے کہ جب وہ اپنی چیز کو اپنی اور
پرائی چیز کو پرائی کہے۔ مگر لے لینے میں اُسے دونوں
برابر ہوں۔ یہ ہے ہوے آ اور یاؔ و یا کی حد۔
اور جب تک وہ اس حالت میں ہے یاؔ و یا میں ہے
بس +

۴۔ وِیا و یا۔ نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے کہ حق اور ناحق کو پہچانے
اور جانے کہ اگر غیر لونگا تو قباحت ہوگی۔ میرا وہ ہے
جو میرا ہے۔ جو میرا نہیں وہ غیر کا ہے۔ غیر کا حق
لونگا نہ ٹھمیگا۔ وہ ٹھمیگا میں نہ ہونگا۔ یا اَور کوئی گھر
میں سے جائیگا۔ بس یہی ہے +

بلوغ و وزن

۵۔ شِیا و یا۔ نفس انسانی کا شعبہ ہے۔ ہم ایک شے کو دیکھتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہے یا یہ نہیں ہے۔ شیا دیا
اُسے کہ دیتا ہے کہ یوں ہے۔ یہ مانتا ہے تو کہتا
ہے یوں ہے۔ نہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یوں نہیں۔
ہو سکتا۔ اسی میں ہیں فہم و ادراک۔ انسان نہیں

اَب تو دیکھ ابراہیم زرتشت انسان میں نفس ناطقہ کو ہم
نے کیا برکت دی ہے۔ اسے جسم میں جوہر بسیط پیدا کیا۔ اور اُدھر
سے ادھر آکر کسقدر آگاہی ہم پہنچاتا ہے۔ اور ہم اُسے اپنی قربت میں
کیسی رحمتہ مبذول فرماتے ہیں؟ یزدان پاک یہ رحمتہ ہے؟ یہ
رحمتہ ہے۔ ہم سے پوچھتا ہے! ہم بتاتے ہیں! نہ سمجھے۔ ہم سمجھاتے
ہیں! یہ رتبہ کسی کو حاصل ہے؟ نہیں! کیوں۔ تجھے پہلے ہمارے
وجود کا یقین تھا؟ اے یزدان پاک نہیں تھا
ہاں اور اَب۔ برحق! تو ہے! اور ہے! اور ہے!۔ تو ایسا
ہے! اور اس سے زیادہ ہے! اور زیادہ سے زیادہ ہے!
یہ ہے ہمارا فلسفہ ہم آج تجھ کو وہ مرتبہ دیتے ہیں جو انبیاے
سلف کو دیا تھا آج سے کئی ہزار برس پہلے۔ دیکھ ابراہیم زرتشت
ہم نفس ناطقہ کو ۱۲ شعبوں میں منشعب کرتے ہیں۔ وہ تجھ میں ہیں اور
تجھے خبر نہیں۔ تو اگر چاہے تو ہر ایک سے التجا کر کے اپنے مطالب
پورے کر سکتا ہے۔ ان میں سے پہلے ہے۔
۱۔ سوسے آ۔ پہلا شعبہ نفس انسانی کا ہے۔ جبکہ وہ وجود میں آتا
ہے۔ اور وجود محسوس ہوتا ہے۔ وہ بطن مادر میں ہوتا
ہے۔ اور باہر آکر جب تک کہ ماں باپ کو پہچانے
وہ سوسے آ میں ہوتا ہے۔ بس یہی ہے +
۲۔ ہوسے آ۔ نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے جبکہ وہ والدین کو پہچانے

ہے کہ یہ یوں ہے تو وہ ہماری طرف رجوع کرتی ہے۔ جو ہم کہتے ہیں سند سمجھتی ہے۔ ہم اسے اپنی طرف لیتے ہیں اور جو وہ مانگے دیتے ہیں۔ ہمارا دینا اور اس کا لینا ایک ہوتا ہے۔ وہ ہم میں اور ہم اُس میں جب یوں ہو تو ہو +

۱۰ - دیا - بالہام۔ ہم اپنے میں ایک قوۃ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شئے سامنے آئے نہ دیکھی ہو نہ سُنی ہو تو وہ ادراک کرتی ہے۔ وہ ہم میں ہے مگر معلوم نہیں۔ ہم سوچتے ہیں معلوم کرتے ہیں جانتے ہیں کہ ہم ہی نے ادراک کیا۔ یہ دنیا میں ہے تو اِدھر ہے۔ اور اُدھر ہے تو عالم عقول۔ اور اور عالموں میں ہو کر ہم تک پہنچتی ہے۔ ہم اُسے اور نویں کو ملا کر لیتے ہیں اور دیتے ہیں۔ یہی +

۱۱ - دیا - ... ہم ایک اور قوۃ دیتے ہیں۔ وہ ہوتی ہے نفس ناطقہ میں۔ گر دیتے ہیں اُسے جس میں دیکھتے ہیں جوہر قابل۔ وہ لیتا ہے۔ ہم میں ہو کر اور پھر ہوتا ہے عالم محسوسات میں سب دیکھتے ہیں اور حیرۃ کرتے ہیں کہ انسان سے فوق العادۃ اور فوق الطاقۃ کام کیونکر ظہور کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ ہے ہماری قوۃ۔ یہ

جان سکتا اگر اس کے اندر کون ہے؟ جو پہلے ایک
شے کو یوں کہتا ہے۔ اور وہ کون ہے؟ جو اسے
روکتا ہے یہ ایک قدرۃ الٰہی ہے +

۶۔ سیاویا۔ نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے جو کہتا ہے کہ دیکھو تو سہی
یہ کیا ہے؟ فہم و ادراک اسی وقت متوجہ ہو جاتے
ہیں۔ اور تحقیق کر لیتے ہیں کہ یوں ہے یہ بھی ہم نہیں
جانتے کہ یہ کیونکر ہے۔ اور ہم میں کہاں ہے +

۷۔ ہیاویا۔ ہم میں وہ شعبہ ہے کہ ہم فہم و ادراک تو کرتے ہیں
مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم
کرتے ہیں۔ اور ان میں کوتاہی اور سستی بھی ہوتی
ہے۔ کوئی ذہین ہوتا ہے۔ کوئی غبی۔ ہم اگر چاہیں
تو تیز بھی ہو جائے +

۸۔ نیاویا۔ ہم میں وہ شعبہ ہے کہ جو کچھ ہم سمجھیں اگر چاہیں تو جواہر
مجردہ سے پوچھ کر اُسے تصدیق کریں۔ یہ رتبہ ہر
ایک کو حاصل نہیں۔ جو جانتے ہیں وہ کر بھی لیتے ہیں۔
نفس ناطقۂ انسانی ہمیشہ اُدھر سے تعلق رکھتا ہے
ہمیں خبر نہیں ہوتی۔ ہم برخلاف بھی ہو جاتے ہیں۔ وہ
آگاہ کرتا ہے۔ پھر بھی خبر نہیں ہوتی +

۹ جیا۔ نفس ناطقہ کی وہ قوت ہے کہ جب اُسے معلوم ہوتا

جسم طبعی - وہ ہے کہ مشتمل ہو ابعاد ثلٰثہ پر - اور اس میں مثلث مربع کُروی بیضوی مخروط مستدیر مخروط مضلع استوانہ مستدیرہ استوانہ مضلع جو مستطیل شکل چاہو تراش لو +

ہم جسم کو یہی سمجھتے رہے کہ جس میں ابعاد ثلٰثہ نکلتے ہوں - اور وہ خود کسی صورۃ خاص میں ہو - وہ درحقیقۃ قدرۃ الٰہی میں متناہی ہے - اُس کی ابتدا اور انتہا نہیں - جو قدرتی ہوگا وہ طبعی ہے - جو ہم نے تم نے بنایا وہ تعلیمی +

شکل

شکل تعلیمی - جو تم دو کسی مجسّم پر - ہم اقلیدس کو جو علم دیکھے اُس کی شکلیں تعلیمی ہونگی - وہ مادّہ کے محتاج نہیں اپنے تجسّم میں +

شکل طبعی - ہم سے تم سے نہیں - وہ قدرۃ الٰہی سے +

مکان

مکان - حَیّز

جب ہم دیکھتے ہیں کسی چیز کو کہ کس جگہ ہے ؟ اور ہے تو کیونکر ہے ؟ ہم اس جگہ کو کہتے ہیں جائیکہ دروباشد شے - عرب سے ہم نے کہوایا مایکون فیہ الشئے جب تک شئے اُس میں نہیں مکان ہے - جب شئے اس میں ہے حیّز اُس کا ہے - افلاطون الٰہی

حیّز

بُعدِ مجرّد کہیگا - ارسطو نے اس کی تعریف کہی - پسند نہ ہوئی - اُس نے کہا وہ اندر کی سطح کہ مماس ہو شئے کی باہر کی سطح کو وہی شئے کا مکان ہے - اُس نے اُس علم سے لیا جو ہم نے اُسے دیا ہم سے

ہے ہماری قدرۃ یہ ہے ہماری حکمۃ یہ ہے ہمارا فلسفہ جب ہم چاہتے ہیں ظہور دیتے ہیں۔ اور بس +

۱۲ - نیا۔ نفس ناطقہ میں یہ جوہر ہم نے رکھا ہے۔ یہ عجیب قدرۃ ہماری ہے۔ وجود اس کا عالم جسمانی میں ظہور اس کا عالم جسمانی میں جوہر اس کا بسیط۔ اس میں یہ صفۃ ہم نے رکھی ہے کہ جب عوارض جسمانی اور لواحق حسّی سے الگ ہو کر صعود کرتا ہے تو صلاحیتہ پیدا کرتا ہے کہ جواہر عقلانی میں شامل ہوتا ہے یہ رتبہ اس کو شوق اور ریاضتہ کی برکتہ سے ہوتا ہے۔ کہ آتا ہے ہماری طرف۔ یہ عوارض و لواحق کو محو کر کے منہمک ہو جاتا ہے ہم میں۔ اس وقت ہم ہوتے ہیں اس میں۔ یہ لیتا ہے ہم۔ دیتے ہیں ہم جس کی یہ صلاحیتہ رکھتا ہے یہ ہیں ۱۲ شعبے نفس ناطقہ کے۔ اور لکھتے ہیں ہم +

چوتھا اتصال

اس میں ہم پہلے طبیعیات کو بیاں کرتے ہیں

علم طبعی۔ وہ علم ہے کہ اس میں بحث کرتے ہیں جسم طبعی اور اس کے لواحق سے +

ہے ے استقبال ے کا خیال آیا اور وہ ماضی ہوگیا۔ ہے کو بولو۔
سوچو۔ ہ ے کے بیچ میں اگر وقت ہے تو وہ حال ہے۔ تم
کہوگے کہ نہیں ہے۔ مگر پھر بھی کچھ ہے! اور وہ اتنا ہے کہ قابل شمار
نہیں۔ وہ جزء ہے لایتجزے۔ اسی واسطے نامحسوس اور معدوم ہے

قت

وقت کی تعریف ہم افلاطون الٰہی کو دینگے۔ وہ کہیگا۔ اُس سے
ہم اندازہ کرتے ہیں اندازہ پذیر شے کا۔ اسے سب پسند کرینگے۔

آن

ماضی اور استقبال کے بیچ میں جو فاصلہ ہے اُسے۔ آن کہتے
ہیں آن اِدھر نہیں۔ اُدھر آن ہی آن ہے۔ اُدھر ماضی اور استقبال
سب حال ہے۔ اور جو گذرا اور آئیگا سب حاضر۔ علم الٰہی میں سب
اسی طرح سے ہے گویا حال۔ جب آن وہاں اس طرح سے ہے

آنیات

تو ازل سے ابد تک وہاں سب آن ہے اور آنیات وہ ہیں
کہ ازل سے ابد تک جس آن میں چاہو حاضر پاؤ۔ عقل علم نطق
کلیۃ جزئیۃ حدوث سلامۃ وجود صحابۃ وحدۃ سب آنیات
ہیں۔ کوئی عہد ان سے خالی نہیں۔ یہ ہماری خدائی کے ظہور میں ظہور
پاکر آئیں۔ اور ہیں اور رہینگی۔ یہ ہیں ہماری قدرۃ کے ساتھ۔ اور
زمانہ ان سے خالی نہ ہوگا +

علم

علم ہم ہیں۔ ہم میں ہوا علم میں ہو۔ ہم نے یونان کو کہا اُس
سے عرب نے لیا۔ اور کہا حصول صورۃ الشئ فی العقل۔ سب
نے مانا۔ ہم نے کہا صورۃ الشئ۔ صورۃ سے یہ صورۃ مراد نہیں جو

لیتا تو یہ نہ کہتا۔ دیکھ ابراہیم زرتشت وہ سامنے کون ہے؟ یہی ہے ارسطو۔ افلاطون کو ہم سرخیل اشراقین کا کرینگے یہ ہم سے لیگا۔ اور دیگا۔ ہم اُسے دینگے اشراق۔ وہ ہوگا دنیا میں مگر ہماری طرف۔ دنیا اسے تنگ رکھیگی کہ کیوں نہیں آتا مجھ میں۔ وہ کہیگا کھلا ہے میدان میرے آگے۔ یہاں تنگی نہیں۔ میں تنگی میں نہ آؤنگا۔ دنیا مجھے وسعت دیتی ہے مگر بہت تھوڑی دیر کے لئے!۔ بہت ہو تو چند سال! اُدھر ہے وسعۃ لانہایۃ اور مُدّۃ ایسی کہ ہمیں نہیں معلوم۔ میں اُدھر ہوں!۔ ارسطو کو ہم علم دیتے ہیں۔ وہ لیتا ہے۔ اور دیتا ہے مگر عقل جزئی میں۔ وہ اُس کی ہے اسی واسطے کہیں ناتمام ہے۔ کہیں خلاف۔ ہم نے اُسے غلط کہا سب نے غلط کہا۔ بس یہی +

زمانہ

جب ہم کہتے ہیں کہ یہ بات تھی +

یا ہے۔

یا ہوگی۔ تھی۔ ہے۔ ہوگی۔ واقع ہو وہ زمانہ اوّل ماضی دوسرے حال تیسرے استقبال ہے +

ماضی۔ گذر گیا +

حال۔ جب تم کہوگے کہ وہ شے ہے۔ تو جب تم ہو میں ہو وہ حال

عقل بالصفات (۳)

مناسب وقت سمجھتے ہیں۔ یہ بھی قابل اعتبار نہیں۔ ان میں سے کوئی
بھی ہماری طرف نہیں +

عقل بالصفات۔ یہ عقل ہم سے ہوتی ہے مگر خاص خاص فنون
یا حرفوں میں ہوتی ہے۔ ایک کام کو برتنے اور مزاولہ کرنے میں
قوۃ ایجاد یا اصلاح انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ دیتے ہم ہیں
صاحب فن جانتا ہے کہ میرا ایجاد ہے۔ یہاں دریا بہہ رہے ہیں
اگر ہم سے ہو کر لے تو بہت ہو اور خوب ہو۔ یہ ہے اس کی تنک
ظرفی۔ یہ ہے +

عقل بالوفا (۴)

عقل بالوفا جب ہم انسان کو ادھر بھیجتے ہیں تو اُسے کہہ دیتے ہیں
کہ ایسا ایسا ہوگا۔ وہ وعدہ کرتا ہے یوں کرونگا۔ اور یوں کرونگا
یہاں آکر سب بھول جاتا ہے۔ اگر ہم سے ہو کر کام کرے تو ایفائے
وعدہ میں فرق نہ ہو۔ عقل بالوفا اُسی کو ہوتی ہے جو ہم میں ہو۔ بس
یہی ہے +

عقل بالکہانت (۵)

عقل بالکہانت۔ ہم عہد قدیم میں ایسے لوگ بھی بھیجتے تھے جو دنیا
کی زیبائش اور لذۃ آسائش کو پروا میں نہ لاتے تھے۔ اور ہم انہیں
اپنی طرف لیں تو خوش نہ لیں تو بھی خوش۔ وہ ہم سے غرض رکھتے
تھے۔ ہم انہیں قوائے عقلی سے قوۃ دیتے تھے۔ اور وہ اسی زیبائش
اور آسائش کو ہیچ سمجھتے تھے۔ وہ دو دو سو اور تین سو برس کی عمر پاتے تھے
اور علم کو ہم سے لیتے تھے۔ ہم اُنہیں دیتے تھے۔ علم اُن کا درس

تم آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ صورۃ سے مراد ہے صُورتاً وہ خصوصیتیں ہیں جو ہم نے شئے کے لیے اس کی حقیقت میں رکھی ہیں۔ اُنھوں نے انبساط کرتے کرتے محسوسات میں آکر صورۃ دکھائی۔ یہ علم ہم کو ہوتا ہے۔ ہم سے ہو تو ہو۔ آپ ہی ہو تو نہ ہو۔ ہم دیں تم لو۔ تم نہ لو تو ہم کیا کریں! یہی ہے +

علم ہیولانی جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہوگی پھر جو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں۔ اسے ہم نے علم ہیولانی کہا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ بہ نسبت پہلے کے اب علم زیادہ ہے اور یہ علم ہیولانی ہے۔ کیونکہ یہ ہماری عقل جزئی سے ہے۔ اور یہ ایسا ہے کہ جو سمجھتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں وہ اسلے الٹے نہیں ہوتے اگر ہوں تو بڑی بات ہو جائے۔ اور اس کا سبب ہماری عقل جزئی ہے۔ یہ اپنی جگہ ہو۔ کچھ نہیں کرتی۔ اور ہو تو یہ حال ہوتا ہے! عقل ہیولانی اور عقل جزئی ہمیشہ بھلاوا دے کر کچھ سے کچھ کر دیتی ہے۔ ہم کو چاہئے کہ اُسے اُس کے رتبہ پر چھوڑ کر مستوفی ہوں۔ نہ ہوں تو نہ ہو۔ اور حکم ہو کہ چلو آگے۔ یہ ہے ہمارے حکم کا طور +

عقل بالاضافۃ۔ یہ عقل وہ ہے کہ ہم اوروں سے پوچھ کر ہم پہنچائیں اُستادوں سے بزرگوں سے کتابوں سے جو علم حاصل ہو اور اس سے جو قوت عاقلہ ہم پہنچے وہ عقل بالاضافۃ ہے۔ اُس کا علم علم بالاضافۃ ہوگا۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ۔ ہم وہ دیتے جو ہم

صُورتاً

عقل بالاضافۃ (۴)

جواہر بسیطہ ہیں۔ عالم محسوسات میں جوہر ہیں۔ مگر جوہر اس
اعتبار سے ہیں کہ حامل ہیں چند اعراض۔ اگر اُن کا خیال نہ کریں
تو جتنے محدثات ہیں سب عرض ہیں۔ ہم عرض کو جوہر بنانے
میں جسقدر کوشش کریں ریاضتہ الٰہی ہوگی۔ جوہر کیونکر عرض
بنے؟ قدیم سے تعلق نہ رکھے۔ عرض کیونکر جوہر بنے۔ قدیم
سے وابستہ ہو حدوث سے محفوظ ہوگا۔ ہم حدوث میں ہیں۔
قدیم سے تعلق پیدا کریں تو کیونکر کریں؟ اُس کے صفات کو ادھر
نہ ہوں اُنہیں رفع کرو۔ تم۔ حدوث میں ہو تو تم۔ تم ہو۔
وہ جو جواب میں کہے کہ ہوں۔ وہ ہم ہیں۔ اُس کو لو۔ اور رکھو کہ
وابستہ ہو ایزد سے۔ اور جب اُدھر سے جواب مرحمتہ ہو تو اُس کے
بموجب اطاعتہ میں ہو۔ وہی طاعتہ ہوگی جو کچھ کرو گے تم۔ اور اس
میں وہ فیضان ہوگا جس کے تم مستوجب ہو۔ یہ ہے تمہاری اصلی حقیقتہ
حال پر ملتوی۔

اے ابراہیم زرتشت تو دیکھتا ہے۔ وہ پروفسر آزاد
کیسا شوق سے ہماری طرف دیکھتا ہے جب تم اُسے کسی کام
پر بھیجنگے وہ بڑی تکلیفوں میں ہوگا۔ اور بیماری بھی ہوگی کہ علاج
نہیں اُس کا۔ تو بھی وہ ہماری طرف ہوگا۔ اور تیری دونوں کتابوں
کو لکھیگا۔ وہ ایسی حالتہ میں ہوگا کہ ہم نہ دیکھ سکینگے۔ تو بھی ہم اُسے
دینگے۔ اور وہ لیگا۔ یہاں تک کہ سپاک پوری لکھ لیگا۔ اور نماک

اور کتاب میں نہ تھا۔ جو تھا ہم میں تھا۔ مذہب اُن کا کسی اُمتہ
میں نہ تھا۔ ہم میں تھا اسی واسطے رب میں تھا۔ وہ پوچھو تو ماکان
ومایکون کی خبر دے سکتے تھے۔ ہم اُن میں نہیں تھے مگر وہ ہم میں
تھے۔ اسی بات کو غور سے سوچتے تھے اور کہتے تھے شاید یہ ہو۔
اور وہی ہوتا تھا۔ ہم انہیں دیتے تھے۔ اُنہیں خبر نہ ہوتی تھی۔
جب اُمتہ محمدیہ نے زور کیا۔ اور علم آیا کتاب میں۔ دلوں نے
ہمیں چھوڑا اور اسمائے صفات زبانوں پر رہ گئے۔ ہم نے کہا یہ بھی
ہو۔ تین سو برس نہ گذرے تھے کہ وہ بھی نہ رہا۔ ہم نے کہا۔ یہ اُمتہ
پندرہ سو برس سے زیادہ نہ رہیگی۔ لوگ ہمارے نام پر سوگند
کرنے لگے۔ ہم نے کہا۔ جاؤ اب کچھ نہ ہوگا۔ جب یہ ہوا تو اُن لوگوں
نے ادھر آنا نہ چاہا۔ اور ہم نے بھی اُنہیں مجبور نہ کیا۔ یہ قرب
قیامتہ ہے۔ دیکھو! جب ہم قیامتہ لائینگے تو دکھائینگے کہ پروفسر
آزاد پر ظلم کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ اے ابراہیم زرتشت ہم
دیکھ رہے ہیں۔ یہی ہے ہمارے فلسفہ کا اصول۔ بس یہی۔
اب ہم امور عامئہ بیان کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں +

پانچواں اِتّصال

اُسمے رَا ما۔ یہ باب اُن باتوں کے بیان میں ہے جو ہم میں اور
محدثات میں مشتمل ہیں۔ ہم ہیں واجب۔ جو ہماری طرف ہیں سب

ہم میں آئیگا۔ تو اگر چاہے تو سیمرغ ہو جا +

اے یزدان پاک مجھے تو جو عمر گذری ناگوار گذری۔ اتنیاد عمر سے مجھے معاف رکھیو +

ہاں۔ یہ ہماری رحمت ہے تیرے حال پر آگیا اسے خوش ہوکر نہیں لیتا تو نہ لے +

اے یزدان میں ہوں تیرے حکم میں۔ اور جب ادھر سے اُدھر ہوں تو آؤں سیدھا تیری طرف۔ یہی ہے دعا۔ یہی ہے التجا۔

اے ابراہیم زرتشت ہم نے تجھے نور دیا۔ تو نے لیا۔ ہم نے اُسے ظہور دیا۔ تو خوش ہوا۔ اب ہم تجھے ایک اور نور دیتے ہیں۔ تو اُسے ظہور دیگا +

اے یزدان پاک۔ وہ بھی تو۔ یہ بھی تو۔ اچھا۔ جا تو پہلے گشتاسپ کے پاس اُس سے اجازۃ لے اور جا اسفندیار کے پاس۔ وہ تجھے بھیجیگا اپنے بیٹے بہمن کے پاس۔ وہ تجھے آتشکدہ بلخ میں پہنچائیگا۔ وہاں ہمارا نور تجھے ظہور کریگا۔ بہمن کو اعتقاد نہیں وہ ظہور سے ایمان پائیگا۔ ہم اُسے بہت نہیں۔ کم دینگے۔ وہ اُسی میں بہت خوش ہوگا اور سمجھیگا کہ مجھ پر رحمت ہے۔ تو وہاں سے خوش آئیگا اور کہیگا۔ اے یزدان پاک تو نے اپنا وعدہ ایفا کیا۔ مجھے وہ دے جس سے میں ہوں تیری طرف +

اے ابراہیم زرتشت تو چاہتا ہے کہ ہو ہا... طرف

بھی ختم کریگا۔ تب ہم کہینگے۔ اب تو آرام لے۔ اور پڑھنے کی کتابیں
اُسے بھیجینگے۔ وہ لیگا اور خوش ہوگا۔ ہم کہیں گے دیکھ ہم نے تجھے وہ
دیا۔ تو نے خوش ہوکر لیا۔ اب یہ دیتے ہیں۔ تو خوش ہوکر لیتا ہے۔
ہم تجھے اب رُپیہ دیتے ہیں تو لے اور جا جس جگہ ہم کہتے ہیں۔ وہ
رُپیہ لے کر وہاں جائیگا اور بیٹے کو کہیگا۔ میں تو یہاں بیٹھا۔ تمہیں اپنے
کام کا اختیار ہے۔ بیٹا کہیگا۔ میں بھی بیٹھا۔ یہ ہوگا انجام اُس کا۔
اے ابراہیم زرتشت۔ فیضان ہمارا ایک نہیں۔ وہ دنیا
میں ہوتا ہے۔ اور دنیا ہی میں ہوتا ہے۔
تو۔ سلطنت کے کاروبار کو اصلاح کرتا ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
اسفندیار۔ کارزار کے میدان میں پیکار کرتا ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
ارجاسپ۔ فوج کشی اور نظام جنگ میں عرق ریز ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
جاماسپ۔ وزارت کا بوجھ لئے گشتاسپ کے دربار میں کھڑا ہے
یہ ہمارا فیضان ہے۔
رستم۔ سیستان میں دور سے بیٹھا دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے اختیاروں
سے ہاتھ اُٹھائے ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
زال۔ سام۔ اور نریمان اس سے زیادہ۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔
سیمرغ۔ ایک غار میں بیٹھا ہے۔ سب سے برکنار ہے۔ تو بھی بہت
سی باتوں سے باخبر ہے۔ یہ بھی ہمارا فیضان ہے۔ وہ جس وقت
دنیا سے اُٹھیگا ایک ہزار دو سو برس کی عمر لے کر اُٹھیگا۔ اور سیدھا

تو نے ہم کو عرض کرنے میں بھی قصور نہیں کیا۔ ہم نے بخشائش میں کوتاہی نہیں کی۔ تو ہے ہر وقت عالم کثرۃ میں۔ ہو تو عالم وحدۃ میں تو ہو واحد اور واحد کو کر توحید عالم ناسوت تمام وحدۃ وحدۃ وحدۃ ہے۔ تو سکھا نہیں توحید۔ یہ اپنے آپ کو ہم میں ایک کریں۔ ہم ہونگے ان میں تو وحدۃ نہ ہوگی کلیتہ ہوجائیگی کلیتہ ہم ہیں! ہم میں ہو! اور تو وحدۃ سے باہر آکر ہم میں ہو کر سب ہوں تجھ میں۔ یہ ہیں اصول اسمے راما کے۔ اور یہاں ہم اپنا مطلب ختم کرتے ہیں +

اے ابراہیم زرتشت ایک دن وہ تھا کہ ٹاک ہم نے تجھ کو دیا۔ اور ۲۵ فریورا کا بانجام پہنچایا۔ دن یکشنبہ تھا سال کا ۲۵ فریدوانی +

آج ہم پروفسر آزاد کو لکھواتے ہیں۔ اور بانجام پہنچاتے ہیں۔ دن ہے منگل کا۔ ۲۲ ہے مئیا کی سال ۱۸۹۵ مسیحائی +

اے ابراہیم زرتشت دنیا کفر و کفران ہے۔ اسے کتاب نہیں دینے۔ ہم نے کہا۔ ہم دینگے۔ دن نہیں بتاتے تاریخ تک نہیں بتاتے۔ ہم نے کہا ہم لکھوا دینگے۔ یہ پروفسر آزاد ہے جس کا ہم نے ہاتھ پکڑا ہے۔ اسے روٹی کا ٹکڑا نہیں۔ کیونکر ہو؟ ایک پیسہ کی آمدنی نہیں بیٹے کا بھی زور نہیں حکومتہ کا زور ہے۔ حاکم نہیں

ہوتو میری طرف ہُم ہُم ہُم ہُم ہیں تجھ میں۔ تو ہو ہم میں۔ ہم کو لے
اور ہو تو ہماری طرف۔ ہم ہیں اوپر اور اوپر سے بھی اوپر اور
اُس سے بھی اوپر تو دھیان کر ہماری طرف اور ہو ہماری طرف
اور ایسا ہو کہ ہم ہی کو کہے اور ہم سے سُنے تو اُس وقت جو پوچھیگا
ہم بتائینگے۔ اس طرح کہ شبہہ نہ رہیگا۔ یہی ہے حکم +

اے یزدان پاک میں صبح کو بیدار تو ہوں۔ پر اس طرح
کیونکر ہوں ؟ ہو ہماری طرف ! اے یزدان پاک میں تو ہوں
تیری طرف پردہ بات کیونکر حاصل ہو ؟ ہو! مگر ایک عرصہ
کے بعد ہم ہیں دینے والے تو ہے لینے والا رحمتہ کا اپنی طاعتہ
کے لئے اپنی اطاعتہ کے لئے اپنی ریاضتہ کے لئے صبح کو شام
کو یہ ہوگا تو ہو! تو ہو! تو ہو!۔ بس یہی +

دیکھ ابراھیم زرتشت ہم کیونکر تجھے اپنی طرف لیتے ہیں ہم
تجھے بتاتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ یوں آ ہماری طرف اور یوں ہو
ہماری طرف اگر توں نہ ہوگا تو نہ ہوگا۔ ہم اپنے بندوں کو اس طرح
دیتے ہیں۔ اور وہ لیتے ہیں تو اس طرح لیتے ہیں +

تجھے نہیں سنائی دیتی ہماری رحمتہ کی دہش تو دونوں ہاتھ اپنے
کانوں پر رکھ۔ ادھر کی سماعتہ کو بند کریگا تو اُدھر کی بخشائش کو
لیگا۔ یہ حواس۔ اُدھر کے محسوسات لے نہیں سکتے۔ اور لینا ان
کا مانع ہے اُدھر کے حصول کو۔ یہی ہے اصول اس وصل و وصول کا۔

اُن کا حال سُنایا۔ اس پر بڑی رقّت ہوئی۔ وہاں سے چند پارسی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر طہران میں پہنچے۔ اور بندگان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ نے عزّت کی اور فرمایا۔ اس کو فارسی میں ترجمہ کریں۔ انہوں نے کہا۔ نہ ہوگا۔ پھر بھی کوشش ہوئی۔ معلوم ہوا کہ پروفسر آزاد نے لاہور میں سپاک کو اُردو میں لکھا۔ اور نماک کو شروع کیا۔ سب خوش ہوئے +

جب اسفندیار کا عہدنامہ سُنا سب نے رقّت کی اور اس کی مردانگی پر کھڑے ہو ہو گئے اور روئے۔ پھر پروفسر آزاد کی مصیبتوں کو بیان کرکے رونے لگے۔ ملا باقر نے کھڑے ہوکر کہا۔ الٰہی الٰہی الٰہی۔ اے یزدان پاک بہ داد ما برسی۔ سب نے آمین کہی +

اے پروفسر آزاد! تمہاری ہمّت سے یہ دونوں کتابیں عدم سے وجود میں آئیں دوبارہ۔ یزدان پاک اس ہمّت میں برکت دے اور ان نا اہلوں کو ہلیتہ۔ یہ اخیر دعا ہے میری اس کتاب کے پتے جب ان میں تھا دعا کرتا تھا۔ اب نہیں اِن میں دعا کرتا ہوں۔ تمام پارسی ایسی حالت میں ہیں کہ شرم ہے مجھے اور نہیں شرم انہیں۔ بس یہی ہے +

حکومت نہیں۔ بدنفسی کی حکومت ہے۔ ہم اپنے فلسفہ
کو دیکھ رہے ہیں۔ جب کرنے پر آئینگے کر ہی دینگے۔
میں ہوں ابراہیم زرتشت یہ کتاب مجھے یزدان پاک سے
ملی۔ میں نے اسے بڑی احتیاط سے لیا۔ اور احتیاط ہی سے رکھا۔
یہ میرے ہاتھ کی لکھی تھی۔ آپ کے بیٹے ملا باقر کو بشارۃ سے
طہران میں ملی۔ ملک کی زبان بدل گئی ہے۔ وہ نہ سمجھا۔ اور کوئی
نہ سمجھا۔ اسی پیارے فرزند نے ڈھونڈ کر اس کی شرح بھی نکالی
اور فرامرزجی سے پوچھنا شروع کیا۔ اُسے نہ آئی۔ یہ آخر پوچھتا
پوچھتا گیج و کمران پہنچا۔ وہاں ایک شخص کو پایا اور کہا میرے میاں
باوا کو آپ کی زبان کا بڑا شوق ہے۔ میں نے ان سے میراث
میں لیا۔ وہ خدا کرے زندہ ہوں سنینگے تو بڑے خوش ہونگے۔
بڑی خوشی یہ ہو گی مجھ سے ہوئی۔ آپ طہران چلیں۔ اُس نے
پوچھا فرزندا اتنا خوش کیوں؟ یہ تو مشکل نہیں۔ میں چلونگا مگر پانسو
برس کا بڈھا ہوں۔ چلوں کیونکر؟
ملا باقر رویا اور کہا میاں باوا سے جدا ہوں اگر وہ ہوتے اپنے
حال پر تو آپ کو بڑی عزّۃ سے لے چلتے۔ وہ بھی رویا جب اس
کے زندہ زیر خاک ہونے کا حال سُنا۔ اور کہا بہت خوب میں
چلونگا۔ اس کی ایک شرح میرے پاس ہے وہ بھی لے چلونگا۔ باقر
رویا اور کہا۔ ہائے دادا میرا۔ وہ بڑا سخی تھا۔ وہ آپ کو نہال کرتا۔

مصنف نے سیاحت ایران میں جو مختلف اشخاص سے کارآمد گفتگوئیں ہوئیں۔ تمام اس میں درج کردی گئی ہیں۔ گویا زبانِ حال کی فارسی منہ بولتی تصویر ہے۔ یا فارسی سیکھنے کی چلتی پھرتی کنجی۔ بطور کورس کے اکثر اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ فارسی سیکھنے اور پڑھنے والے طلبا اگر ایک دفعہ پڑھ لیں تو علاوہ ایران کی سیر کے فارسی خود بخود آجاتی ہے۔ چھوٹی تقطیع صفحہ ۱۶۰ قیمت ۱۰ ار +

آموزگار پارسی } اگر آپ نے آبِ زر سے لکھی ہوئی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور قندِ پارسی سے چاشنیٔ زبان کو تازہ کر چکے ہیں تو اس آخری درس پارسی آموز سے بھی زبان مذکور کو اُجال لیجئے۔ مولانا ممدوح نے سفر ایران کے بعد فارسی گفتگو پر یہ دوسرا حصہ لکھا تھا۔ فارسی پڑھنے والے بچوں کے لئے اسقدر ضروری ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد تعلیمی کورس خود بخود آجاتا ہے۔ قیمت ۱۲ ار +

نظم آزاد } مولانا کی چند قومی ولولہ خیز مثنویاں جو لاہور سکشا سبھا کے مشاعرے میں پڑھی گئی تھیں جن کا ایک ایک شعر ہندوستان کی قومی زندگی کی جان ہے۔ اور بچوں اور نوجوانوں کے دلوں میں قومی خدمت کی اُمنگیں پیدا کرنے والا ہے۔ اکثر حصہ مدارس میں حفظ کرائے جاتے ہیں۔ زبان اسقدر سادہ اور آسان کہ بچہ بچہ یاد کرلے۔ شاعری کے شوقین طلبہ اس مجموعۂ پند و نصیحت کو ضرور منگائیں۔ حجم ۱۶۰ صفحہ قیمت ۸ ر +

مجموعہ مکتوبات آزاد } مخزن والوں نے ایک دفعہ مولانا کے خط اپنے ہاں چھپوائے تھے۔ جن کی سادگی اور دلچسپی پر لوگ

قلزم ادب

جانورستان } علامہ فیضی کی تحقیق سے یہ کتاب جانوروں کے ظاہر و باطن پر لکھی ہے۔ جس میں درندوں پرندوں چرندوں غرضکہ سب کو رکھنے۔ پالنے اور سدھارنے کے طریقے مولانا موصوف نے نہایت پیاری سادہ اور الہامی اُردو میں بیان کئے ہیں۔ بعض جگہ انوکھی انوکھی باتیں بھی نظر آتی ہیں۔ جو دیکھنے اور سننے سے بہت آگے ہیں۔ یہ بھی بالکل نئی تصنیف ہے۔ قیمت ۱۰ ار +

نیرنگ خیال حصہ اوّل } ایک دریا ہے استعارہ و تشبیہ کے مضامین کا جس میں دنیا کی ابتدائی حالت۔ سچ اور جھوٹ کا رزم نامہ۔ شہرت دوام کا دربار وغیرہ وغیرہ مطالب پر خیالات کو اس طرح وسعت دی ہے کہ نثر کی بلند پروازی نظم کو ٹکراتی ہوئی آگے بڑھ جاتی ہے۔ اُردو کے شوقین نوجوان طالب علم اس سے ہزاروں سبق سیکھنے کے علاوہ اپنی زبان کو ٹکسالی اُردو بنا سکتے ہیں۔ یہ کتاب مولانا کا ماسٹر پیس ہے تقطیع ۲۰×۳۰۔ حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت ۱۲ار

نیرنگ خیال حصہ دوم } پہلا حصہ لکھنے کے بعد مولانا نے اس کا دوسرا حصہ بھی لکھا تھا۔ مگر بدقسمتی سے چھپ نہ سکا۔ اب تیار ہے۔ اس میں اسی طرز کے مضامین ہیں۔ جن میں جنت الحمقا وغیرہ وغیرہ مطالب پر روشنی ڈالی ہے۔ تقطیع چھوٹی حجم تقریباً اتنا ہی قیمت ۱۲ ار +

قند پارسی } زبان فارسی سیکھنے کے لئے ایک نہایت مفید رسالہ ہے جبمیں

سخندانِ فارس انگریزی زبان کے رواج پانے سے فارسی زبانوں اور دماغوں میں سے نکلکر کتابوں میں چھپ گئی۔ اور اب وہاں سے بھی لاپتہ ہو جانے والی ہے۔ اسی وقت کی روک تھام کے لئے مولانا نے پندرہ سال کی محنت شاقہ سے فارسی زبان کی مکمل تاریخ بہم پہنچائی جس میں مختلف زبانوں کے مقابلے سے قوموں کے باہمی مٹے ہوئے رشتوں کے سراغ دکھلائے۔ ژند پہلوی دری سنسکرت کے الفاظ کا مقابلہ کر کے نتائج نکالے ہیں۔ اور اپنے سفرِ ایران کے دلچسپ واقعات جگہ جگہ موتی کی طرح ٹانک دئیے ہیں جس کو شروع کرنے کے بعد بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ نگارستانِ فارس کے ساتھ اس کا ہونا ضروری ہے۔ حجم ۳۲۰ صفحہ تقطیع ۲۶×۲۰ قیمت عہ +

دیوانِ ذوق مغل شاہنشاہی کے آخری چراغ ابوظفر محمد بہادر شاہ کے اُستاد ملک الشعرا خاقانیِ ہند شیخ ابراہیم ذوق علیہ الرحمۃ کا کلام اور تمام قصائد۔ دیباچے میں سوانح عمری لکھ کر مولانا نے اپنے اُستاد کو زندہ کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کتاب مشرقی بہار کا دوسرا افسانہ ہے۔ وردِ دل سے نکلے ہوئے لفظ کہیں موتی او کہیں آنسو کی جھلک مارتے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود ۲۶۰ صفحے ۲۶×۲۰ تقطیع۔ لائبریری ایڈیشن۔ نہایت عمدہ کاغذ قیمت سے۔ معمولی کاغذ عہ +

سیرِ ایران مشرقی زبانوں کے محقق نے ہندوستان اور پنجاب سے نکل کر ایران و طوران تک تحقیق کا دامن پھیلایا تھا۔ اس میں مولانا نے نہایت کارآمد روزنامہ لکھا تھا جو اب تک مرتب نہ ہونے کی وجہ سے پبلک کی نظروں

ہزار جان سے عاشق ہو گئے تھے۔ اب نہایت محنت اور کوشش سے سیکڑوں خط جمع کئے ہیں۔ اکثر شاگردوں کے نام ہیں۔ کچھ دوستوں کو لکھے ہیں بعض میں سرکاری معاملات کی باتیں ہیں۔ غرضکہ پہلے ایک پنکھڑی تھی۔ اب یہ اُردوئے معلٰی کا گلدستہ بنکر تیار ہو گیا ہے۔ مضمون کی دلبستگی اور مطلب کی ادائگی خود طرز تحریر کے قربان ہو ہو جاتی ہے۔ چھوٹی تقطیع حجم ۲۰۰ صفحہ سے زائد۔ قیمت ۱۲ +

آبحیات } مولانا نے اس تذکرہ میں مشاہیر شعرائے اُردو کی سوانح عمری اور اُن کا انتخاب کلام اور زبان مذکور کی عہد بعہد ترقیوں اور اصلاحوں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ مشرقی شاعری کی بہار افسانہ بن کر سامنے آجاتی ہے اس کا ہر ایک دَورِ سرستانِ ذوقِ سلیم کو ہر مطالعہ کے بعد جانِ تازہ بخشتا ہے عام شائقین خصوصاً شعرا کے لئے تو آبِ حیات وہ معشوق باوفا ہے جو ہر وقت کلیجے سے لگائے رکھنے کے قابل ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود حجم ۵۵۲ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت سے +

نگارستانِ فارس } ہندوستان کے وسیع النظر انشا پرداز نے جہاں اُردو کے شعرا کے زندہ جاوید کیا۔ وہاں فارسی کے مشاہیر شعرا کو بھی اپنی جادو بیانی سے محروم نہیں رکھا یعنی تذکرہ نگارستان میں خدائے سخن اُستاد رودکی سے لیکر نورالعین واقف لاہوری تک کے حالات اُن کی زندگی کے مختلف واقعات۔ اُن کا منتخب کلام موتیوں کی طرح سے جڑ دیا ہے۔ مولانا کی یہ تصنیف آجتک بستوں میں لپٹی سو رہی تھی (خوش قسمتی سے تیار ہے۔ حجم ۲۴۰ صفحے کاغذ ولایتی مجلد و مطلا قیمت للعہ معمولی سے +

سے پوشیدہ رہا۔ اب نہایت کاوش اور عرقریزی سے ان جواہرپاروں کو ترتیب دیکر چھپوایا ہے۔ دیباچے میں سفر ایران پر ایک لکچر بھی شامل ہے۔ اس روزنامچے کی زبان نہایت سادہ۔ عبارت واقعات کا فوٹو۔ اس کا ہر ایک فقرہ مولانا کے اصلی جذبات کا مرقع ہے۔ حجم تقریباً ۲۰۰ صفحے چھوٹی تقطیع۔ مجلد و مطلا عہ معمولی ۱۲ +

لغتِ آزاد وہ ادبی کارنامے جن پر مولانا کو خود ناز تھا اُن میں یہ لغت بھی شامل ہے سفر ایران کے مقاصد میں سب سے بڑی آرزو اس لغت کی تکمیل تھی۔ جو خدا نے پوری کی لیکن افسوس کہ اب تک چھپ نہ سکی۔ اس میں مولانا نے اپنی زبان کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر روزمرہ کی اُردو کے مقابلہ میں فارسی الفاظ اور برجستہ محاورات کو لکھ کر کتاب میں انوکھی شان پیدا کی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے ملک کے شائقین کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوگی۔ قیمت عہ +

مراۃ الغالب سید وحید الدین صاحب بیخود دہلوی جانشین حضرتِ داغ نے ادب اردو پر احسان فرمایا ہے۔ اور دیوان غالب اُردو کی بہترین شرح لکھ کر پرستاران غالب کے دیدۂ شوق کو اور روشن کر دیا۔ تمام اشعار اس طرح سلجھائے ہیں کہ اب طلبا اور شوقین حضرات کو کسی اور شرح کو دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لکھائی چھپائی بھی اس کی شاندار ہے۔ پاکٹ ایڈیشن ۲۵۰ صفحے مجلد مطلا قیمت ؎ +

ملنے کا پتہ